REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم — وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۶ — شمارہ ۲۵

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر :-

شرحِ چندہ
سالانہ ۴۵ روپے
ششماہی ۲۴ روپے
ممالک ...
بذریعہ بحری ڈاک ...
فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN

۱۴۰۷ھ — ۱۸ ر احسان ۱۳۶۶ ہش — ۱۸ ر جون ۱۹۸۷ء

2628
Dr Major Zaheeruddin Khan sb
A.M.C. Commond Hospital
Sec:- 12
U.T. CHANDIGARH- 160012 (

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۱۴ ر احسان (جون) ۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں ہفتہ زیرِ اشاعت کے دوران ڈاک سے ملنے والی اطلاع کے مطابق حضور پُر نور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں اور دن رات مہماتِ دینیہ کے سر کرنے میں مصروف ہیں ۔ الحمد للہ ۔ احباب کرام التزام کے ساتھ اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں نائز المرامی کے لئے دُعائیں جاری رکھیں ۔

● — محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ قادیان کی آپریشن آنکھ کا علاج جاری ہے ۔ چالیس دن تک دوا استعمال کرنا ہے ۔ احباب محترمہ سیدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی و سلامتی والی عمر پانے کے لئے دُعائیں کرتے رہیں ۔

● — مقامی طور پر محترم امیر صاحب جماعتِ احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام و احبابِ جماعت احمدیہ قادیان خیریت سے ہیں ۔ الحمد للہ ؛

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

مجلسِ علم و عرفان

مترجمہ :- مکرمہ ثریا غازی صاحبہ ۔ لندن

س : کیا خلیفۂ وقت کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی زندگی میں اپنی مجلسِ شوریٰ سے مشورہ کر کے اپنا جانشین مقرر کر جائے ؟

ج : فرمایا کہ مشورہ کرنا بھی ضروری نہیں یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے متعلق قرآن و حدیث سے کوئی سند قطعی طور پر نہیں دی جا سکتی ۔ لیکن حضرت عمرؓ کے ارشاد کی روشنی میں، اور بعض مصالح کے پیشِ نظر جماعتِ احمدیہ کا موقف یہ ہے کہ ایک خلیفہ جو خود منتخب ہو اگر وہ ایسے حالات دیکھے کہ جن سے فتنے کا خطرہ ہو تو اسے یہ حق ہے کہ وہ اپنے بعد اپنا جانشین مقرر کر جائے ۔ لیکن ایسا جانشین خلیفہ جو کسی خلیفہ کے ذریعے مقرر کردہ ہو اُسے پھر یہ حق نہیں کہ وہ آئندہ کے لئے اپنا جانشین مقرر کر سکے ۔ یہ اجازت صرف ایک قدم تک ہے ۔ حضرت مصلح موعودؓ کا یہ موقف تھا کہ اگر خلیفۂ وقت یہ سمجھے کہ جماعت پر فتنے کا ایسا وقت ہے کہ اس کے لئے خلیفہ کو نامزد کر دینا بہتر ہے تو جماعت کے عمومی مصالح کے پیشِ نظر وہ ایسا کر سکتا ہے ۔ لیکن ایسی حالت میں بھی وہ اپنے بیٹے کو ہرگز نامزد نہیں کر سکتا ۔

فرمایا کہ ذاتی طور پر میں اس حق میں نہیں ہوں کہ نامزد کرنے کے لئے ایسے حوالوں کو رواج دیا جائے یا اس کے لئے سند حاصل کی جائے ۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر جو اس معاملے میں کام کر رہی ہوتی ہے اس کو خواہ مخواہ مشتبہ کرنے والی بات ہے ۔ اللہ تعالیٰ چند لوگوں کو ذریعہ بنا کر اپنی منشاء جاری کر دیتا ہے ۔ اور ایک بھاری اکثریت کا اس فیصلے کو قبول کر لینا اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اس کے پیچھے کار فرما ہوتی ہے ۔

س : کیا کسی غیر مسلم کو "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہنا جائز ہے ؟

حضرت امام مالکؒ نے باب السلام میں کسی غیر مسلم کو سلام کرنے سے منع فرمایا ہے ۔ اور کفارہ ادا کرنے کی تلقین کی ہے ۔

ج : فرمایا، قرآن کریم یا کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں بلکہ ایک حدیث ملتی ہے جس میں کسی بدبخت یہودی نے آپؐ کو اَلسَّامُ عَلَیْکُمْ کہا اور آپؐ نے اس کے جواب میں عَلَیْکُمْ فرمایا ۔

اس پر حضرت عائشہؓ نے آپؐ کو توجہ دلائی کہ اس نے آپؐ کو السلام علیکم نہیں کہا جس پر آپؐ نے فرمایا کہ میں نے بھی تو علیکم ہی کہا ہے ۔ آپؐ نے اس وقت یہ بحث نہیں اُٹھائی کہ وہ تو یہودی تھا ۔ اس کو جواب کیوں دیا ہے ۔

لہٰذا اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر وہ السلام علیکم کہتا تو آپؐ بھی وعلیکم السلام فرماتے ۔ دوسری بات اس سلسلے میں یہ ہے کہ مسلمان کو تو ویسے بھی حکم ہے کہ اگر کوئی ہدیہ دے تو تم اس سے بہتر دو ۔ اسلام نام ہے اس مذہب کا جو تمام دنیا کے لئے ہے ۔ یا اس لئے مسلمان کا پیغام ہر انسان کے لئے السلام علیکم کا ہے ۔ جب کسی کو اسلام کا پیغام پہنچایا جائے تو اس کا مطلب ہی سلامتی کا پیغام ہے ۔ اس کے ایک معنے امن دینے کے ہیں ۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ جاہلوں کو بھی سلام کرو ۔ (وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا) صرف عام آدمیوں کو ہی نہیں بلکہ ان کو بھی جو تمہیں تکلیف

(باقی صفحہ پر)

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۱۸-۱۹-۲۰ ر فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوگا !

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ ر فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرما دی ہے ۔ احباب دُعا کریں کہ جماعت کے لئے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہو ۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے اور اپنے افضال ۔ انوار ۔ برکات نازل فرمائے ۔ آمین ؛

احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں ۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے آمین ۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا ۔"

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش :- عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید اللہ ساری ہاؤس مارٹ ، صالح پور ۔ کٹک (اڑیسہ)

ملک صلاح الدین ایم ۔ اے ۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا ۔ پروپرائٹر : نگران بورڈ بدر قادیان ؛

ایک ایمان افروز رپورٹ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسیرانِ راہِ مولیٰ جیلوں میں بھی دعوت الی اللہ کے کام میں مصروف ہیں!

کلمہ طیبہ کی خاطر زنداں میں ڈالے گئے احمدی احباب کی طرف سے ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور صدر (پاکستان) میں ایک جلسہ عام کی روئیداد!

کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی حقیقی علمبردار جماعتِ احمدیہ پر پاکستان میں اسلام کے نام پر جو غیر اسلامی حرکات کی جا رہی ہیں۔ اُن سے ایک جہان متعارف ہو چکا ہے۔ افسوس ہے کہ دُنیا کی ہزار لعنت ملامت کے باوجود وہاں کی موجودہ حکومت کو ذرّہ بھر احساس نہیں ہو رہا ہے۔ اور آج تک اپنے شرمناک غیر اسلامی اقدام پر نظرِ ثانی کرنا تو درکنار، اس پر نہ اُنہیں کوئی ندامت ہے اور نہ کوئی خدا کا خوف ہے ـــــ آئے دن کلمہ طیبہ کے بیج لگانے پر گرفتاریاں یا مختلف بہانوں سے احمدیوں کو پریشان و ہراسان کرنے کا عمل جاری و ساری ہے۔

دوسری طرف جماعتِ احمدیہ جس اُولو العزمی، جس استقامت اور حوصلہ کے ساتھ ان مظالم و مصائب کو برداشت کرتے ہوئے کلمہ طیبہ کی حفاظت اور اسلام کی تبلیغ و اشاعت کی خاطر جو عظیم قربانیاں دے رہی ہے، اُس سے صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے ـــــ بانیٔ جماعتِ احمدیہ کی صداقت کو معلوم کرنے کے لئے آج مخالفینِ احمدیت کو لمبی چوڑی تحقیقات۔ کتابوں کی چھان بین یا بحث مباحثوں میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں رہی۔ کیونکہ ہر چشمِ بینا اور ہر عقلِ سلیم کے لئے آج جماعتِ احمدیہ کے کردار پر ایک نظرِ غائر ڈال لینا ہی کافی ہے۔

ذرا سوچئے تو سہی! اگر بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی رُوحانی فرزندِ جلیل اور سچے امام مہدی نہ ہوتے۔ اگر جماعتِ احمدیہ جھوٹی ہوتی (نعوذ باللہ) تو "انگریزوں کا سایہ" اُٹھنے کے ساتھ نام نہاد اسلامی مملکت پاکستان میں ۱۹۵۳ء ہی میں مُلّاؤں کے لائے ہوئے طوفان میں بہہ جاتی ـــــ یا کم از کم ۱۹۷۴ء کے خون آشام فسادات اور ایک مضبوط قومی اسمبلی کے فیصلوں اور اُن کی تنفیذ کے بعد تو اِس جماعت کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے تھا۔ لیکن اس کے باوجود اگر یہ جماعت زندہ رہی تو اب ۱۹۸۴ء کے آمرانہ و ظالمانہ آرڈیننس اور پھر اس کی تنفیذ کے گھناؤنے اقدامات کے بعد کم از کم پاکستان میں تو احمدیت کا نام و نشان مٹ جانا چاہیئے تھا ـــــ!

ذرا نظر اُٹھا کر دیکھئے! یہ جماعت بفضلہٖ تعالیٰ نہ صرف زندہ ہے بلکہ اپنی زندگی کے ولولوں سے حاسدوں کی نیندیں حرام کئے ہوئے ہے۔ اور ان عظیم طوفانوں کے باوجود احمدیت کا یہ پودا اپنی پوری سرسبزی و شادابی کے ساتھ لہرا رہا ہے۔ ذرا ٹھنڈے دِل سے سوچئے! آخر وہ کونسی طاقت ہے جو اِس پودے کو تھامے ہوئے ہے۔ اور وہ کونسی طاقت ہے جو زمینی پانی سے محروم کر دیئے جانے کے باوجود، اِس پودے کے برگ و بار کی تازگی قائم رکھے ہوئے ہے ـــــ آپ زبان سے اقرار کریں یا نہ کریں، آپ کے دِل بہرحال گواہی دیں گے کہ خدا ہی کا قوی ہاتھ ہے جس نے اِس پودے کو تھامے رکھا ہُوا ہے۔ یہ آسمانی پانی کی برکت ہے جو خلافتِ حقّہ کے چشمے سے اِس پودے کو مل رہا ہے۔ یہ درخت اسی طرح پھلتا اور پھولتا رہے گا اور اپنے شیریں ثمرات سے دُنیا کو متمتع کرتا رہے گا ـــ بدنصیب ہیں وُہ، جو اِس درخت کے کاٹنے کی فکر میں ہیں، ان کی اپنی زندگیاں اسی حسرت میں کٹ جائیں گی لیکن اُن کا یہ ناپاک خواب کبھی بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

اِس جماعت کو کونسی طاقت ختم کر سکتی ہے؟ جو قید خانوں میں گھسیٹے جانے پر تیار ہیں، جو سر قلم کروانے پر تیار ہیں لیکن کلمۂ طیبہ کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ اور زندانوں میں بھی کلمۂ طیبہ کے بلند کرنے اور دعوت الی اللہ کے فریضے سے باز نہیں آتے۔ چنانچہ ذیل میں ایک ایسے جلسۂ عام کی کارروائی درج کی جا رہی ہے جو راہِ خُدا کے احمدی اسیران کی طرف سے ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور صدر (پاکستان) میں ۱۹ر اپریل ۱۹۸۷ء کو منعقد کیا گیا ـــــ مکرم محمود احمد صاحب پرویز جو جماعتِ احمدیہ کی ذیلی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کے ناظم تعلیم و اشاعت ہیں اور آجکل کلمۂ طیبہ کی خاطر ڈسٹرکٹ جیل شاہ پور صدر میں محصور ہیں، جیل ہی سے اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں جیل میں منعقدہ جلسۂ عام کی رُوئیداد پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"حضور! ہم اسیرانِ راہِ مولیٰ نے شاہ پور جیل میں مورخہ ۸۷/۴/۱۹ کو بعد از نمازِ ظہر ایک جلسۂ عام کا پروگرام بنایا۔ جو محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے ساتھ بہت بہتر انداز میں ہُوا۔ اِس جلسہ کی صدارت مکرم جہانگیر صاحب جوئیہ امیر جماعت ہائے احمدیہ ضلع خوشاب نے فرمائی۔ یہ پروگرام مجلس خدام الاحمدیہ ضلع خوشاب کے زیرِ انتظام منعقد کیا گیا۔ تلاوت مکرم محمد رمضان صاحب جوئیہ نے کی۔ نظم مکرم رانا عطاء اللہ صاحب پٹواری نے پڑھی۔ خادم کا عہد خاکسار نے دُہرایا۔ پہلی تقریر مکرم رانا حمید اللہ صاحب نے "دُعا اور اس کی اہمیت" کے موضوع پر کی۔ اِس کے بعد مکرم رانا عطاء اللہ صاحب نے "صداقت مسیحِ موعودؑ" کے عنوان پر تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم محمد ظفر اللہ صاحب مربی سلسلہ نے "خادم اور اس کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

آخر میں صدرِ جلسہ مکرم جہانگیر محمد صاحب جوئیہ نے تقریر فرمائی۔ جس کا موضوع تھا "کلمۂ طیبہ اور ہم"۔ دُعا مکرم رانا حمید اللہ صاحب نے کروائی۔ اِس طرح یہ جلسہ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہُوا۔ یہ جلسہ جو کہ تربیتی رنگ اپنے اندر لئے ہوئے تھا، تقریباً دو گھنٹے تک جاری رہا۔ عملہ جیل جو کہ ہمارے اُوپر تعینات تھا اس نے بھی یہ پروگرام پوری دِلچسپی کے ساتھ سُنا۔ اس جلسے میں نَو انصار اور اٹھارہ خدّام نے حصّہ لیا۔"

دعوت الی اللہ کے بارے میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی تحریک پر جماعت کے ہر اُس فرد کو جو ابھی تک باقاعدہ داعی الی اللہ نہیں بن سکا، اسیرانِ راہِ مولیٰ کے اس قابلِ تقلید نمونہ کی روشنی میں دوبارہ جائزہ لینے اور اپنے عہد کی تجدید کرنے اور پھر مؤثر عملی اقدام کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے اور تمام اسیرانِ راہِ مولیٰ کی معجزانہ رہائی کے اپنے فضل سے سامان فرمائے۔ اَللّٰھُمَّ اٰمین۔

غزل

ہَوا چلے گی تو موسم نکھر ہی جائے گا
کبھی یہ حبس کا دریا اُتر ہی جائے گا

تُم اپنی سوچ کو کچھ اور وسعتیں دے دو
ہمارا ذہن تو آخر نکھر ہی جائے گا

مِلاپ رُت جو میسّر نہیں تو کیا غم ہے
ترے فراق کا موسم گزر ہی جائے گا

کبھی تو لوٹ کے آؤ گے اپنے موسم میں
کبھی یہ عشق کا نشّہ اُتر ہی جائے گا

نجات پائیں گے ہم بھی کبھی دُکھوں سے مُنیر
یہ زخمِ ہجر کسی رُت میں بھر ہی جائے گا

از مُنیر راہی ـــــ (بشکریہ ہفت روزہ لاہور۔ لاہور مجریہ ۸۷/۵/۲۳)

خطبہ جمعہ

رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع فراہم فرمایا کہ صبر کو پہلے سے بڑھ کر اختیار کریں اور زندگی کے ہر شعبہ میں صبر کا نمونہ دکھائیں

جتنی زیادہ صبر میں قوت پیدا ہوتی جائے گی اتنی ہی زیادہ انسان کی محبت میں قوت پیدا ہوتی جائے گی

اس رمضان کی جتنی بھی برکتیں ہیں وہ تب ہی ہمیں نصیب ہوں گی کہ ہمیں صبر کا سلیقہ اور اپنے پیار کا صبر عطا کرے اور اپنی محبت کا صبر عطا کرے

فرمودہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم ہجرت ۱۳۶۶ ہش مطابق یکم مئی ۱۹۸۷ء بمقام مسجد فضل لندن

مرتبہ: مکرم عبدالحمید غازی صاحب - لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الرعد کی آیت کریمہ نمبر ۲۳ تلاوت فرمائی:

وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَٰئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝

پھر فرمایا:-

گزشتہ جمعہ جو رمضان سے پہلے جمعہ تھا میں نے جماعت کو کچھ نصائح کی تھیں کہ رمضان مبارک میں خصوصیت کے ساتھ ان امور کی طرف توجہ کریں۔ یہ آیت جو میں نے تلاوت کی ہے یہ اس خطبہ کا بہترین عنوان بن سکتی تھی۔ اور حقیقت میں رمضان مبارک میں خصوصیت کے ساتھ جو پروگرام پیش نظر رہنا چاہیئے وہ اسی آیت میں تمام تر پیش کر دیا گیا ہے۔ اور یہ آیت ہر رمضان کا بہترین عنوان بن سکتی ہے۔ وہ کیسے؟

مومن کی زندگی کا خلاصہ

یہی ہے جو اس آیت میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن رمضان میں چونکہ خصوصیت کے ساتھ ہر نیکی اپنے عروج تک پہنچتی ہے یا توقع کی جاتی ہے کہ ہر مومن اپنی ہر نیکی کو رمضان مبارک میں عروج تک پہنچانے کی کوشش کرے گا، اس لئے خصوصیت کے ساتھ اس آیت کے مضمون کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

تقویٰ کی جو اصل تعریف میں نے جماعت کے سامنے رکھی تھی وہ بھی اس آیت میں مذکور ہے یعنی وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ کہ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور محبت کی خاطر صبر کرتے ہیں۔ یہاں اگرچہ تقویٰ کا نام نہیں لیا گیا مگر تقویٰ کے نتیجے میں ہی وہ اعلیٰ درجے کا صبر حاصل ہوتا ہے جس کا یہاں ذکر فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی بعض اور آیات میں اسی مضمون کو تقویٰ کا نام لے کر بھی بیان فرمایا گیا۔ خدا کی رضا کی خاطر اس کی محبت میں صبر کرتے ہیں۔ یہ ہے اس آیت کے مضمون کا آغاز۔

صبر کیا ہے؟

صبر کا مضمون اسلامی اصطلاح میں بہت وسیع ہے اس پر پہلے بھی میں بارہا روشنی ڈال چکا ہوں۔ کہ اس میں صرف تکلیف کے نتیجے میں خاموشی اختیار کر لینا اور واویلا نہ کرنا مراد نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کے مطابق جو قرآن سے ماخوذ ہے صبر نیکیوں پر استقامت کرنے کو کہتے ہیں۔ جس اچھی چیز پر ایک دفعہ ہاتھ ڈال بیٹھیں اس کو نہیں چھوڑنا۔ اور کسی قیمت پر بھی حاصل شدہ نیکیوں سے منہ نہیں موڑنا۔ اس کا صبر سے کیا تعلق ہے؟ اچھی چیز جس کو انسان اختیار کرے اسے آخر کیوں چھوڑے؟ اور اس کے چھوڑنے کو بے صبری کیوں کہا گیا ہے؟ اس کی دو وجوہات ہیں۔ اول تو یہ کہ نیکی ہر صورت اچھی ضرور ہوتی ہے لیکن نیکی کو قائم رکھنے کے لئے کچھ محنت بھی کرنی پڑتی ہے۔ انسان کا سفر یا بلندی کی طرف ہو سکتا ہے یا ڈھلوان کی طرف۔ ڈھلوان کی طرف سفر کے لئے انسان کو کسی محنت کی ضرورت نہیں۔ لیکن بلندی کے سفر کے لئے محنت کی ضرورت پڑتی ہے۔ تو اس لئے نیکیوں کے ساتھ صبر کے مضمون کو قرآن کریم نے ہر جگہ باندھا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ جو لوگ انفرادی طور پر کوئی اچھی عادت اختیار کرتے ہیں ان کو دنیا اس اچھی عادت سے باز رکھنے کی کوشش نہیں کرتی۔ دنیا عام انسان کی انفرادی نیکی کے خلاف کوئی دل آزاری کی مہم شروع نہیں کرتی۔ لیکن جو نیکی اللہ کی خاطر اختیار کی جائے اس کی ایک نمایاں پہچان یہ ہے کہ اسی نیکی کے مقابل پر دنیا اس نیکی اختیار کرنے والے کے پیچھے پڑ جاتی ہے اور پورا زور لگاتی ہے کہ کسی طرح وہ نیکی اس سے چھٹ جائے۔

مثلاً یہ اعلان کہ خدا ایک ہے

یہ ایک بہت ہی اچھا اور پیارا اعلان ہے۔ اور کسی کو تکلیف نہیں دیتا۔ کم سے کم اس کی ذات میں تو ایسی بات نہیں جو کسی کو تکلیف دے سکے۔ اگر کسی کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا زیادہ ہیں۔ اور کوئی شخص یہ کہے کہ خدا ایک ہے تو فطرتاً اور طبعاً اس کو تکلیف نہیں پہنچنی چاہیئے۔ کیونکہ جس کے پاس زیادہ ہیں وہ زیادہ بہتر حالت میں ہوگا۔ اگر خدا زیادہ ہیں اور کوئی ایک پر راضی ہوتا ہے تو دوسرا اسے بیوقوف سمجھے گا۔ محروم سمجھے گا۔ یہ سمجھے گا کہ خدا تو بہت زیادہ تھے مگر یہ بیوقوف ایک پر ہی راضی ہو گیا ہے۔ لیکن اس پر غصہ آنے کی کوئی وجہ نہیں۔ بہرحال تمام نیکیوں میں سب سے زیادہ بنیادی نیکی اپنے خالق کے وجود کا اعتراف اور یہ اعلان ہے کہ ہمارا خالق ایک موجود ہے اور پھر یہ اعلان کہ وہ ایک ہی ہے جس سے ساری طاقتیں اور ہر قسم کی دوئی پھوٹتی ہے اور رفتہ رفتہ ایک ان گنت جہان دکھائی دینے لگتا ہے۔ لیکن بنیادی طور پر آخری تجزیے کے طور پر ہر چیز ایک ہی منبع، ایک ہی سرچشمہ سے پھوٹتی ہے۔ یہ ہے توحید کا اعلان لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس اعلان کی کتنی سزا آپ کو اور آپ کے غلاموں کو دی گئی تھی۔ اور یہ کوئی نئی کہانی نہیں تھی۔ ازل سے یہ عجیب بات ہے یہ اعلان ہوا ہے یہ سزا دی جاتی

رہی ہے۔ اور جب بھی یہ سزا دی جاتی ہے اُس وقت آپ تلاش کریں تو

وہ قُرب نبوّت کا زمانہ ہوگا

اُس وقت یہ سزا کیوں دی جاتی ہے؟ بیچ کے زمانے میں یہ سزا کیوں ختم کر دی جاتی ہے؟ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا اعلان کرتا ہے تو اللہ کی محبت کی بنا پر ایسا کر رہا ہوتا ہے۔ خالصۃً خدا کی خاطر ایسا کرتا ہے اُس وقت خدا تعالیٰ کی تقدیر اُسے ابتلاء میں ڈالتی ہے۔ اُس وقت اس کی محبت اور اس کے خلوص کی آزمائش کی جاتی ہے۔ پرکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے عقیدے میں واقعۃً سچا تھا بھی کہ نہیں۔ لیکن اگر یہ اعلان رسمًا ہونا شروع ہو جائے۔ اگر اس کا دل کے جذبات سے کوئی تعلق نہ ہو۔ خدا کی رضا حاصل کرنے کی خاطر نہیں بلکہ اس لئے کہ یہ اعلان ورثے میں ملا ہے۔ تو آپ دیکھیں گے کہ اس کی کوئی مخالفت نہیں ہوتی۔ چنانچہ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دو ہی زمانے ہیں جن میں اس اعلان کی مخالفت کی گئی ہے۔ ایک اوّل زمانہ، یعنی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا آغاز اور پھر اُس کے بعد کچھ عرصہ تک۔ اور

ایک وہ زمانہ جو ہمیں نصیب ہوا

جس میں پھر یہ مخالفت شروع ہوئی۔ یہ ضروری نہیں کہ جب اس موضوع پر مخالفت ختم ہو جائے تو گویا یہ اعلان ہے کہ اس اعلان کے ساتھ دلی وابستگی بھی ختم ہو چکی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں نے یہ اعلان خالصۃً وجہ اللہ کے لئے کیا۔ اللہ کی رضا کی خاطر کیا اور اس کے نتیجہ میں مخالفت شروع ہوئی لیکن وہ مخالفت رفتہ رفتہ دب گئی اور غائب ہو گئی۔ کیونکہ اسی اعلان کی برکت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلاموں کو غلبہ عطا فرما دیا۔ پس مخالف کی مخالفت چونکہ تقویٰ پر مبنی نہیں ہوتی چونکہ وہ اُس وقت تک مخالفت کرتا ہے جب تک اُسے غلبہ نصیب ہو۔ جب وہ کمزوری کی حالت میں چلا جائے تو وہ مخالفت چھوڑ دیتا ہے۔ اس وجہ سے کچھ عرصے کے بعد مخالفت تو دب جاتی ہے لیکن یہ مطلب نہیں کہ اُس کے ساتھ ہی اللہ کی محبت اور اس کی رضا بھی مٹ جاتی ہے۔ اس لئے یہ مضمون ایک لمبے عرصے تک چلتا ہے۔ لیکن جب میں یہ کہتا ہوں کہ یہ مخالفت بعد میں ختم ہو جاتی ہے تو مراد یہ ہے کہ دراصل نبوت سے دوری کے بعد چند نسلوں کے بعد یہی اعلان ایک رسمی اعلان بن جاتا ہے۔ اور جب یہ رسمی اعلان بنتا ہے پھر کسی مخالفت کی ویسے ہی ضرورت باقی نہیں رہتی اور اُس دَور میں بھی جب کبھی انفرادی طور پر عشق کے نتیجے میں کوئی یہ اعلان کرے تو اس کی پھر مخالفت شروع ہو جاتی ہے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد احمدیت کی تاریخ تک اگرچہ قوم کے طور پر آپ کو درمیان میں یہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے خلاف قوم نظر نہیں آئے گی۔ لیکن انفرادی طور پر اللہ کی محبت کا دعویٰ کرنیوالے، خدا کے عشق کا گیت الاپنے والے، خدا کو ایک گننے والوں کے خلاف آپ کو بار بار مخالفت کی لہریں اُٹھتی ہوئی دکھائی دیں گی۔ جنہوں نے وقتاً فوقتاً اُمت محمدیہ میں بہت ہی تکلیف دہ ابواب کا اضافہ کیا ہے۔ لیکن دو بڑی لڑائی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے اعلان کے ساتھ، گویا قوم دو حصوں میں بٹ چکی ہو، ایک وہ جو اس اعلان کو مٹا چکنے کا تہیہ کئے ہوئے ہو اور ایک وہ جو اس اعلان کی حفاظت کے لئے ہمہ تن۔ اور تمام جان کے ساتھ مستعد رہے گی۔ یہ وہ نمایاں پہلو ہے جو نبوت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور اس کی بنیاد اللہ کی محبت میں ہے۔ رضائے باری تعالیٰ کی خاطر جب بھی کوئی نیکی اختیار کی جائے گی اُس وقت اس کی مخالفت ضرور ہوگی۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں کی ہر نیکی کا امتحان تھا۔ میں نے مثال کے طور پر بنیادی نیکی کا ذکر کیا ہے مگر یہ مراد نہیں ہے کہ صرف اسی کی مخالفت ہوتی ہے۔ ہر نیکی جو دورِ نبوت میں کی جاتی ہے اس کی مخالفت ہوتی ہے۔ ہر حرکت جو انسان خدا کی رضا کی خاطر کرتا ہے اس کی مخالفت ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم نے ایک اور آیت کریمہ میں اس مضمون کو بیان فرمایا کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام جن کا اُٹھنا بیٹھنا، اوڑھنا بچھونا سب خدا کے لئے ہو چکا تھا، اُن کا تو یہ حال ہو چکا ہے کہ جب وہ بازاروں میں قدم اُٹھاتے ہیں تو اُن قدموں کو بھی مخالف نفرت سے دیکھتے ہیں۔ کوئی ایسا کام نہیں جو وہ کرتے ہوں جس کی مخالفت نہ ہوتی ہو۔ اس لئے یہ آیت کریمہ رکھی گئی کہ یہ بتایا جائے کہ وہ لوگ جو خدا کے ہو جاتے ہیں اُن کا ہر فعل نیکی بن جاتا ہے۔ اور جب نیکیاں خدا کی خاطر اختیار کی جاتی ہیں تو اُن کی مخالفت ایک لازمی چیز ہے۔ دشمن اُن نیکیوں کو مٹانے کی لازمًا کوشش کرتا ہے۔ اس لئے

وہ نیکی جو للّٰہ ہو

اس کے ساتھ صبر کا مضمون ایک جزوِ لاینفک ہے۔ نہ ٹوٹنے والا ایک مضمون ہے جسے آپ کبھی علیحدہ ہوتے نہیں دیکھیں گے۔ تبھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ۔ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کے منہ کی خاطر، اس کی رضا کی خاطر، اس کے پیار کے نتیجے میں، اس کی محبت کی وجہ سے کچھ نیکیاں اختیار کی ہیں یا کریں گے، اُن کو لازمًا صبر سے آراستہ ہونا پڑے گا۔ ورنہ اُن کے لئے یہ سفر مشکل ہو جائے گا پس حقیقت یہ ہے کہ محبت کا سفر مشکل بھی بہت ہوتا ہے۔ اس پہلو سے بہت آسان ہے کہ سوائے اس کے کہ اللہ کی محبت کی خاطر تقویٰ اور نیکی اختیار کی جائے، تقویٰ اور نیکی اپنی ذات میں بہت مشکل ہو جاتے ہیں۔ پس وہی مضمون ہے کہ ہمارے واسطے راہِ عدم یوں بھی ہے اور یوں بھی۔ کسی پہلو سے دیکھیں، صبر کی ضرورت بہر حال پیش آتی ہے۔ اللہ کی محبت کے بغیر خشک دین کو اختیار کرنا بہت ہی مصیبت ہے۔ زندگی عذاب بن جاتی ہے۔ اور اگر اللہ کی محبت کے بغیر، خشک دین ورثے میں مل جائے تو اسے اختیار کرنا مشکل تو نہیں ہوگا لیکن وہ دین بے معنی ہو جائے گا۔ جو عادتاً ملا ہو، جو ورثے میں ملا ہو، جو انسان پیریڈ (Parade) کی کر رہا ہو، جس کا روح سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اُس دین کا ہونا یا نہ ہونا بے معنی ہے۔ لیکن اگر کوئی بے دین ہو اور دین کی طرف سفر شروع کرے۔ اُس کے لئے دو ہی راستے ہیں یا تو محبت کے نتیجے میں ایسا کرے گا یا زور لگا کر، اپنی دماغی قوتوں سے کام لے کر، اپنے اوپر پابندیاں عائد کرے گا۔ جو شخص اپنی دماغی قوتوں سے کام لے کر اپنے اوپر پابندیاں عائد کرتا ہے یعنی نصیحت کو نصیحت سمجھ کر اور زبردستی اپنے اعمال میں تبدیلی چاہتا ہے وہ جانتا ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی نیکی اختیار کرنا بھی

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خُدا میں ہیں"
(کشتیٔ نوح)

پیشکش :- گلوب ربر مینوفیکچررس ۱/۲ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون :- 27-0441
گرام : GLOBEXPORT

کتنا مشکل کام ہو جاتا ہے۔ محض دماغی طاقت سے، زبردستی، پوری زندگی کو تبدیل کر دینا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ عشق کے نتیجے میں ہو تو یہ کام آسان ہو جاتا ہے خواہ کتنا ہی مشکل مرحلہ کیوں نہ ہو۔ کیونکہ عشق میں ایک دیوانگی پیدا ہوتی ہے اور دیوانگی کے نتیجے میں مشکلات آسان ہوتی چلی جاتی ہیں۔ تو ایک طرف عشق ایک مشکل کو آسان کر رہا ہوتا ہے اور دوسری طرف عشق ہی کے نتیجے میں کچھ مشکلات پیدا ہو رہی ہوتی ہیں۔ اندرونی مشکلات حل ہو رہی ہوتی ہیں اور بیرونی مشکلات بڑھ رہی ہوتی ہیں حقیقت میں۔

عشق خواہ اللہ کا ہو یا دنیا کا ہو

ہر جگہ عشق کے ساتھ ایک صبر ایک مشکل کا مفہوم، ایک فطری تعلق رکھتا ہے۔ چنانچہ ایک شاعر نے اس بارے میں کہا

الا یا ایھا الساقی ادر کاسا و ناولھا
کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکل ہا۔

کہ اے ساقی! جام کو حرکت دو۔ اور اس جام کو پیاسوں تک پہنچاؤ۔ کیونکہ وہ عاشق جو تیری مجلس میں بیٹھے ہیں ان کو عشق دیکھنے میں بظاہر آسان نظر آیا تھا۔ مگر اب پڑ گیا ہے تو بہت ہی مشکل دکھائی دیتا ہے۔ شراب کی طاقت کے بغیر گزارہ نہیں ہے کہ اس مشکل کو انسان برداشت کر سکے۔ شراب کے پیالے میں ہم غم ڈبوئیں تو پھر ہم زندہ رہ سکتے ہیں ورنہ اور کوئی صورت دکھائی نہیں دیتی۔

اللہ تعالیٰ کی محبت میں بھی ایک پیالہ چلتا ہے اور وہ گردش میں آتا ہے۔ مگر وہ خدا ہی کی محبت کا جام ہے خدا ہی کی محبت کی مے ہے جس میں اپنے آپ کو ڈبونا پڑتا ہے۔

ع نہاں ہم ہو گئے یار نہاں میں (درثمین)

یہ وہی مضمون ہے۔ کہ جتنی زیادہ خدا کے عشق میں تکلیف پہنچتی ہے اتنا ہی خدا کے عشق میں غرق ہونا پڑتا ہے اور وہی مے ہے جو آپ کو دنیا کے غموں سے نجات بخش سکتی ہے۔

پس جب قرآن کریم نے فرمایا وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ۔ تو ابتغاء وجہ ربھم کہنے سے پہلے صبر کا مضمون بیان فرما کر خوب متنبہ کر دیا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ لے کر اٹھے ہو۔ خدا کی محبت کے نتیجے میں اپنی ساری زندگی کو ایک نیا رنگ دینے کا فیصلہ کر چکے ہو۔ اس لئے ہم تمہیں متنبہ کرتے ہیں کہ اس کے لئے صبر ضروری ہے صبر کے بغیر تم اس مشکل راہ کو طے نہیں کر سکو گے۔ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً۔ یہ سارا کام آسان ہو جائے گا۔ اگر تم اسے خدا کی محبت کے نتیجے میں شروع کرو گے اور

صبر کی صفات سے مزین ہو گے۔

اَقَامُوا الصَّلٰوةَ پھر تم نمازیں بھی قائم کر سکو گے اور کرو گے۔ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ ایسے لوگ وہ ہیں جو نمازوں کو قائم کرتے ہیں اور پھر خدا کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً چھپ چھپ کر بھی اور علانیہ بھی۔ وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اور پھر وہ حسنہ نیکیوں کے ذریعے اپنی برائیوں کو دور کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ یہی وہ لوگ ہیں کہ انہی کا انجام ٹھیک ہوگا۔ انجام کار وہی لوگ غالب آئیں گے۔

اس آیت کریمہ کا جو آخری ٹکڑا ہے اس نے بتایا کہ مومن کے جہاد کی کامیابی کا تمام تر راز، ان صفات میں ہے جو اس سے پہلے بیان کی گئی ہیں۔ صبر کی عادت، رضائے باری تعالیٰ، خدا کی محبت کے نتیجے میں صبر کرنا۔ اقامت الصلوٰۃ، یعنی عبادتیں ادا کرنا، خشک عبادتیں نہیں بلکہ ایسی عبادتیں جو محبت الٰہی کے نتیجے میں ہوں۔ اور محبت الٰہی کو فروغ دینے والی ہوں۔ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ انفاق فی سبیل اللہ۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔ لیکن رسماً یا دکھاوے کے لئے نہیں بلکہ خدا کی محبت کے نتیجے میں۔ یہی وجہ ہے کہ علانیۃ سے پہلے سرًّا کا لفظ رکھ دیا۔ محبت کے نتیجے میں اگر خرچ کرتا ہے تو دنیا کو پتہ لگے یا نہ لگے کسی کے علم میں آئے یا نہ آئے۔ اس کو قطعاً اس بات کی پرواہ نہیں ہوتی۔ کیونکہ جس کی خاطر خرچ کر رہا ہے اس کے علم میں آنا ضروری ہے۔ اس لئے فرمایا۔ رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا ان کا مخفی طور پر خرچ کرنا اس بات کا ثبوت ہے کہ ابتغاء وجہ اللہ انہوں نے ایسا کام کیا تھا۔ خدا کی رضا کی خاطر، اس کے منہ کے لئے انہوں نے خدا کی راہ میں خرچ کیا تھا۔ لیکن محض سرًّا کافی نہیں ہوا کرتا۔ بسا اوقات قوم میں خرچ کی روح زندہ رکھنے کے لئے علانیۃً بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور علانیہ ایک دوسرے سے آگے بھی نکلنا پڑتا ہے۔ لیکن وہ لوگ جو سرًّا خرچ کرنے کے عادی ہوں۔ اگر وہ علانیہ بھی خرچ کریں تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ان کا خدا کی راہ میں مخفی طور پر خرچ کر دینا انہیں ثبات قدم بخش دیتا ہے۔ ان کی نیکیوں کو قائم کر دیتا ہے اور ان کے لئے کوئی خطرہ نہیں رہتا۔

لیکن جو لوگ صرف علانیۃً ہی خرچ کریں ان کی حالت خطرے میں ہے۔ کیونکہ ان کے عمل کے متعلق یقینی طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ یہ عشق الٰہی کے نتیجے میں تھا یا کسی اور وجہ سے۔ اس لئے تقدم

قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا یہ کمال

ہے کہ اس مضمون کو مسلسل قدم بہ قدم آگے کھولتا چلا جاتا ہے اور اندرونی روابط ایسے ہیں جو مضمون کے ایک حصے کو دوسرے سے ملاتے ہیں اور آپس میں کوئی تضاد نہیں۔ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ۔ اور یہ لوگ حسنہ کے ذریعے برائی کو مٹاتے ہیں۔ برائی سے دشمنی، فی ذاتہٖ معاشرے کی اصلاح کا محرک نہیں بنتی۔ بلکہ نیکی سے محبت محرک بنتی ہے۔ اب دیکھیں کہ یہاں حسنۃ کو پہلے ذکر فرما کے اسی مضمون کو کس طرح مسلسل، ایک نہ ٹوٹنے والے رابطے کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ چونکہ محبت الٰہی ان کی ہر حرکت و ہر سکون کے پیچھے کارفرما قوت ہے اس لئے یہ جب معاشرے کی اصلاح کرتے ہیں تو نیکی کی محبت کی خاطر کرتے ہیں نہ کہ برائی کو مٹانے کے دعوے کے طور پر۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ قرآن کریم نے جہاں جہاں بھی اس مضمون کو بیان فرمایا ہے وہاں حسنۃ کو پہلے رکھا ہے اور سیئۃ کو بعد میں رکھا ہے۔ الا ما شاء اللہ، بعض اور مقاصد کو بیان کرنے کی خاطر، ایک دو جگہ سیئۃ کا ذکر پہلے آیا ہے۔ لیکن وہ مضمون الگ ہے۔ تو بہرحال یہاں مراد یہ ہے کہ مومن کی زندگی مثبت چیزوں پر مبنی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی نیکی اللہ کی محبت کے نتیجے میں ہے جس کی نیکی مثبت محرکات کی بنا پر قائم ہو۔ اس کا ہر فعل، اس کی ہر حرکت اور ہر پروگرام اپنی ذات میں مثبت پہلو رکھتا ہے اور منفی پہلو نہیں رکھتا۔ علاوہ ازیں، میں بیان کر چکا ہوں کہ اگر کوئی قوم صرف سیئۃ کو مٹانے کا دعویٰ لے کر اٹھے تو اس کے نتیجے میں تخریب کاری تو ہو سکتی ہے لیکن دنیا کا بہتر نقشہ نہیں بن سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے حسنۃ کو پہلے رکھ کر یہ بیان فرمایا کہ اگر تمہارے پاس دنیا کو دینے کے لئے کوئی مثبت چیزیں ہیں تو اس طرح برائیاں دور کرو کہ

ہر برائی کے بدلے کوئی اچھی چیز آ جائے۔

محض بری چیز کو مٹانے کا دعویٰ لے کر اٹھو گے تو ہو سکتا ہے کہ دنیا کو جو کچھ حاصل ہے اس سے بھی دنیا کو محروم کر دو۔ ایک کھنڈر کسی کو برا لگتا ہے کئی پہلوؤں سے۔ عمارت کی شکل سے یا اس لحاظ سے کہ یہاں چور بھی چھپ سکتے ہیں، یہاں کیڑے مکوڑے بھی ہیں جنگلی

جانور بھی آجاتے ہیں۔ اُس کھنڈر کو مٹانے کے لئے دو طرح کے پروگرام ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ اُس کھنڈر کو مٹا کر اُس کی جگہ اس سے بہتر عمارت بنائی جائے اور ایک یہ کہ بس ! ہمیں برائی سے نفرت ہے۔ ہم نے کھنڈر کو مٹا کے چھوڑنا ہے۔ بسا اوقات یہ دوسرا پروگرام انسان کو عام ماحول سے بھی منہدم کرنا پڑ جاتا ہے۔ کھنڈر کے کچھ نہ کچھ فوائد بھی ہوتے ہیں کچھ نہ کچھ تو وہ بعض غریبوں کے لئے پردے کا موجب بن جاتا ہے۔ اُن کے سر پر سایہ کر دیتا ہے۔ جنگلی جانور بھی اُس میں پناہ لیتے ہیں۔ اُن کا بھی تو آخر پناہ کا حق ہے۔ تو کھنڈر خواہ کیسا ہی بدنما ہو آخر کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچا رہا ہے۔ اسی طرح مذاہب ہیں۔ مذاہب کے بھی کھنڈر چلے آ رہے ہیں۔ ایک شخص ہو بظاہر مومن ہو لیکن حقیقت میں مومن نہ ہو، قرآن کریم کے ... سے ناواقف ہو۔ وہ یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ مذہب ہمیں بڑا بُرا لگتا ہے۔ کیونکہ یہ اصل نہیں رہا۔ اصل عمارت جو تعمیر کی گئی تھی وہ بہت خوبصورت تھی۔ اس لئے ہمارا حق ہے کہ اسی کو مٹا دیں۔ قرآن کریم اس کو یہ حق نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے کہ کھنڈر ہے تو ہے لیکن تم تب مٹا سکتے ہو اگر ان لوگوں کے دل میں پہلے اسلام تعمیر کرو۔

اگر اسلام کی عمارت بناتے چلے جاؤ

تو یہ کھنڈر خود بخود مٹتے چلے جائیں گے۔ نیکی کے بدلے برائی دور کرو۔ فی ذاتہٖ برائی دور کرنا تمہارا مشغلہ نہیں۔ نہ ہی اس خاطر تم پیدا کئے گئے ہو لیکن ہاں! ہر برائی کے بدلے ایک نیکی رکھ دو۔ ہر بدزیب چیز کی بجائے اُس مقام کو حُسن عطا کر دو، جہاں کوئی بدزیب چیز دکھائی دی تھی۔ تو یہ تمہاری شان کے مطابق ہے۔ اور فرمایا کہ اگر تم اللہ کی محبت کے نتیجے میں نیکیاں اختیار کرتے ہو تو تمہیں لازماً یہی طریق اختیار کرنا ہوگا۔ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ ایسے لوگ ہی ہیں جو لازماً انجام کار غالب آنے والے ہیں۔

اس وقت جماعت احمدیہ بالعموم ایسے دور میں داخل ہے جہاں اس آیت کریمہ میں بیان کردہ صفات، جو مومنوں میں ہونی چاہئیں، وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت میں نہ صرف موجود ہیں بلکہ اور زیادہ نمایاں ہوتی چلی جارہی ہیں، جلاء پکڑ رہی ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس آیت کریمہ میں جو منفی صفات بیان ہوئی ہیں، یعنی جو خوبیاں ہیں اُن کے برعکس جو چیزیں اُن خوبیوں کے مقابل پر صف آراء ہوا کرتی ہیں، وہ بھی آج احمدیت کے دشمن میں پہلے سے زیادہ زور پکڑ رہی ہیں اور شدت اختیار کرتی چلی جارہی ہیں۔ گویا کہ حق اور باطل ایک دفعہ پھر ایک بہت ہی بڑے معرکے میں صف آراء ہو چکے ہیں جن معرکوں کا نتیجہ زندگی یا موت ہوا کرتا ہے۔ ایسے موقعے پر جب اس قسم کی صف آرائی ہو جائے۔ جب کہ دونوں طرف یہ فیصلے ہو جائیں کہ ہم اپنے موقف کو نہیں چھوڑیں گے، جب نیکیوں پر قائم لوگ یہ عہد کرلیں کہ ہم خدا کی خاطر صبر اختیار کریں گے اور جو قیمت بھی ہمیں دینی پڑے، ہم نے تو اس کے مقابل پر، اگر دشمن غالب ہے تو وہ لازماً پوری قوت صرف کرے گا کہ جس طرح بھی ہو، مومنوں کو اس مقام سے ہٹا دیا جائے۔

جب یہ صف آرائی پوری قوت کے ساتھ ہوتی ہے، پورے عزم کے ساتھ ہوتی ہے تو پھر اس کا انجام لازماً یہ نکلتا ہے کہ ایک قوم زندہ رہتی ہے اور ایک قوم مر جاتی ہے۔ ایک قوم بڑی تیزی سے مٹنا شروع ہو جاتی ہے اور دوسری قوم کو خدا تعالیٰ مزید قوت، قوت پر قوت عطا کرتا چلا جاتا ہے۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ ۔ یہ وہی مضمون ہے۔ فرماتا ہے کہ پھر زور کا فیصلہ نہیں ہوگا۔ خدا کی تقدیر نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایسے موقعے پر

بیّنہ کے ذریعے فیصلہ ہوگا

جس کو دلیل زندہ رکھے گی، جس کو استدلال زندہ رکھے گا، جس کو حق زندہ رکھے گا وہ بہرحال زندہ رہے گا۔ اور جس کے پاس نہ دلیل ہے نہ حق ہے، نہ انصاف ہے، اُسے مٹنا ہوگا۔ پس یہ وہ دور ہے جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۝ بظاہر یہاں پہلے کسی صف آرائی کا ذکر نہیں فرمایا گیا تھا۔ بعض صفات حسنہ اختیار کرنے کی تلقین تھی۔ مگر انجام کار فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو جیتیں گے، جو بالآخر غالب آئیں گے۔ تو صبر کے لفظ میں جو باتیں پنہاں تھیں، جو جدوجہد مخفی تھی اُس کا کھلم کھلا اظہار اسی آیت کے آخری ٹکڑے نے فرمایا کہ صبر اس لئے کہ تم خدا کی محبت کے لئے ایک عظیم جدوجہد میں داخل ہو چکے ہو کہ مخالفانہ طاقتیں تمہیں مٹانے کی ضرور کوشش کریں گی۔ لیکن اگر تم ان نیکیوں کو پکڑے رہو گے اور ان نیکیوں سے وفا کرو گے اور ثبات قدم دکھاؤ گے تو خدا یہ فرماتا ہے أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ۔ یقیناً انجام کار یہی ہیں جو غالب آئیں گے۔ ان کے حق میں ہی فتح لکھی جائے گی۔

پس جماعت احمدیہ جس نازک دور سے گذر رہی ہے

مسلسل صبر کی تعلیم یہی ہے

کہ صبر کو ان تمام وسیع معنوں کے ساتھ پیش نظر رکھو کہ خدا تعالیٰ کی راہوں پہ وفا دکھائیں اور جس قدر بھی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں، خدا کی خاطر برداشت کرتے چلے جائیں اور مایوس نہ ہوں۔ فتح آپ کے اپنے اختیار میں نہیں ہے۔ فتح عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور بعض دفعہ بہت وسیع فتح کے لئے، وسیع محرکات جاری ہو چکے ہوتے ہیں جو اندر ہی اندر کام کر رہے ہوتے ہیں۔ کہیں آپ کو نظر آجاتے ہیں اور کہیں آپ کو نظر نہیں آتے۔ لیکن قومی انقلابات کے لئے خدا تعالیٰ کے پیش نظر بعض دفعہ وسیع پروگرام ہوتے ہیں۔ اور اُن وسیع پروگراموں کے انجام تک پہنچنے کے لئے بھی صبر کی ضرورت ہے۔ بہت سے کمزور لوگ رستے ہی میں ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور کنارے پر بیٹھ جاتے ہیں یا رستے بدل لیتے ہیں۔

تو یہ سارا مضمون، شروع سے آخر تک صبر کا متقاضی ہے اور رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ موقع فراہم فرمادیا کہ ہم اس صبر کو پہلے سے بڑھ کر اختیار کریں اور زندگی کے ہر شعبے میں صبر کا نمونہ دکھائیں۔ رمضان کا دور دورہ ہے جس میں تمام انسانی صلاحیتیں صبر چاہتی ہیں زندہ رہنے کے لئے قوت کی ضرورت ہے۔ انرجی (ENERGY) کی ضرورت ہے اور اُس کے لئے پانی یا کھانا، یا جو بھی اس کی شکلیں ہوں، یعنی پانی کی بجائے دودھ یا جوس پینے کے عادیوں کے جوس۔ بہرحال انرجی جس کی انسان کو زندہ رہنے کے لئے ضرورت ہے کی مختلف شکلیں ہیں رمضان شریف میں، انسان ہر قوت سے جو اُس کی زندگی کے لئے ضروری ہے، اللہ کے چہرے، اللہ کے منہ کی خاطر منہ موڑ لیتا ہے۔ اور صبر دکھاتا ہے۔ اور بعض ملکوں میں یہ صبر پیاس کی آزمائش زیادہ کڑی شکل میں پیش کرتا ہے اور بعض ملکوں میں بھوک کی آزمائش زیادہ کڑی شکل میں پیش کرتا ہے جتنا آپ شمال میں جاتے چلے جائیں اُتنے ہی دن لمبے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور انسان شدید بھوک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ بعض دوستوں نے ناروے (NORWAY) سے مجھے لکھا، کچھ عرصہ پہلے کی بات ہے جب روزے گرمیوں میں آرہے تھے اور دن بھی لمبے تھے، کہ دن اتنا لمبا ہوگیا ہے اور ہم نے دفتر یا فیکٹریوں میں کام کرنا ہوتا ہے کہ روزہ کھلتے کھلتے موت آنکھوں کے سامنے آکھڑی ہوتی ہے۔ اس قدر شدید تکلیف میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ تو صبر وہاں بھی ضروری ہے۔ اور پاکستان میں جہاں دن نسبتاً چھوٹے ہیں، گرمی شدید ہو جاتی ہے بعض دنوں میں۔ اور دن اور رات آپس میں اس طرح بدلتے رہتے ہیں اور ساتھ ساتھ صبر کے پیمانے بھی بدلتے رہتے ہیں۔ پھر اپنی عام عادات کو چھوڑنا، انسان کی روزمرہ کی بعض عادات ہیں۔ بعض کھانے کی خاص قسم کی عادات ہیں بعضوں کو چائے کی عادت ہے اور بعضوں کو کئی اور قسم کی عادات ہیں۔ وہ ساری عادات اس عرصے کے دوران ترک کرنی پڑتی ہیں۔

پھر اپنی زبان پہ پہرے لگانے پڑتے ہیں۔ اپنی عادات کے روزمرہ کے دستور کو بدل کر، اُس میں قرآن کریم کی تلاوت کو زیادہ داخل کرنا ہے۔ اگر پہلے خاص عبادت کی عادت نہیں تھی۔ جن کو پوری پانچ وقت وقت نمازوں کی عادت نہیں تھی اُن کو لازماً روزے میں پانچ وقت عبادت کرنی پڑتی ہے۔ جن کو تہجد کی عادت نہیں تھی اُن کو تہجد کے لئے اٹھنا پڑتا ہے۔ غرضیکہ زندگی کا کوئی حصّہ ایسا نہیں ہے جس پر روزہ اثر انداز نہ ہو۔ میاں بیوی کے تعلقات ہیں اور دوستوں کے تعلقات ہیں۔ ان سب پر روزے کا اثر پڑتا ہے اور ہر جگہ صبر کی ضرورت ہے۔

تو رمضان مبارک میں اپنے صبر کا پیمانہ بڑھائیں اور روزے سے خصوصیت کے ساتھ یہ فائدہ حاصل کریں اور ارادۃً اپنی تمام خواہشات پر اسی طرح نظر رکھیں کہ ہر خواہش کی قربانی میں

آپ کے صبر کا معیار پہلے سے بلند تر ہو جائے

جس طرح چھاؤنی میں فوجوں کو مہارت دی جاتی ہے اُس طرح خدا کی رضا کی خاطر یہ صبر کی مہارت کے دن ہیں اور خدا نے ہر طرف مومنوں کیلئے چھاؤنی ڈالدی ہے۔ اس کا فائدہ رمضان مبارک میں خصوصیت کیساتھ ہوگا۔ یہاں تو صبر کیساتھ اس کا ذکر نہیں ہے مگر قرآن کریم نے دوسری جگہ صبر کے مضمون کیساتھ دُعا کو باندھا ہے اور جتنا زیادہ صبر رکھے اتنا زیادہ دُعا میں قوت پیدا ہو جاتی ہے اور بعض جگہ خدا تعالیٰ نے صبر کے مضمون کے ساتھ نصیحت کو باندھا ہے۔ جتنی زیادہ صبر میں قوت پیدا ہو جائے اُتنی ہی زیادہ انسان کی نصیحت میں قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور انسان نصیحت کرنے کے زیادہ اہل ہو جاتا ہے اور وہ نصیحت جو صاحب صبر کرتا ہے اُسے لوگ سنتے بھی ہیں اور اُس نصیحت کا فائدہ بھی پہنچتا ہے۔ کیونکہ ایسا شخص نصیحت میں ہارتا نہیں۔

تو جماعت احمدیہ کے قیام کے جتنے بھی مقاصد ہیں ان سب کا اِس آیت کریمہ میں بیان کردہ مضمون سے تعلق ہے اور رمضان مبارک میں خصوصیت کے ساتھ ہماری زندگی کے ہر شعبے پر یہ آیت کریمہ حاوی ہو جانی چاہئیے۔

جہاں تک دشمن کی کوششوں کا تعلق ہے رمضان مبارک میں کم ہونے کی بجائے وہ منفی شکل میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ جہاں تک کلمہ حق سے روکنے کے لئے اور نیکیوں سے باز رکھنے کے لئے معاندانہ کوششوں کا تعلق ہے وہ رمضان مبارک میں اور بھی زیادہ زور دکھانے لگتی ہیں۔ کیونکہ رمضان مبارک میں جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، ایسے ایسے لوگ بھی مسجدوں میں پہنچنے لگ جاتے ہیں جنہوں نے سارا سارا سال کبھی مسجد کی شکل تک نہیں دیکھی ہوتی وہ لوگ جو گھروں میں بھی نماز نہیں پڑھتے وہ بھی رمضان کے مہینے میں مسجد میں آنے جانے لگتے ہیں۔ اور پھر بعض جمعے تو ایسے آتے ہیں جبکہ سارے سال میں جن لوگوں نے ایک بھی نماز نہ پڑھی ہو، وہ اُن جمعوں میں پہنچ جاتے ہیں بلکہ رمضان مبارک میں مسجدیں یُوں بھر جاتی ہیں کہ سجدہ کرنے کو بھی جگہ باقی نہیں رہتی۔ لوگ باہر نکل جاتے ہیں، گلیوں میں خیمے لگ جاتے ہیں اور جگہ جگہ آپ کو شامیانے دکھائی دیں گے کہ چونکہ یہ جمعۃ الوداع ہے اِس لئے لوگ کثرت کے ساتھ عبادت کر رہے ہیں۔

تو اس سے پہلے وہ سارے لوگ کہاں تھے؟ جمعۃ الوداع سے پہلے یا عام جمعوں میں بھی؟ اگر وہ نمازی ہوتے تو ہر جمعے پر یہی کیفیت ہونی چاہئیے تھی۔ تو یہ وہ لوگ ہیں جو سارا سال غائب رہنے والے ہیں اور بعض جمعوں میں تو بہت ہی خصوصیت کے ساتھ یہ مسجدوں میں حاضر ہوتے ہیں۔ ایسے موقعے پر ان کو اشتعال دلانے کے لئے، بعض دشمنوں کو بہت ہی اچھا موقعہ میسّر آجاتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کے گھروں کو، خدا تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کی بجائے، خدا تعالیٰ کے نام پر، خدا تعالیٰ کے بندوں سے نفرتیں پیدا کرنے کے لئے استعمال کرنے لگتے ہیں۔ اس لئے ہمیں اور بھی زیادہ صبر کی ضرورت پیش آئے گی۔

ساری دنیا میں کئی ایسی مساجد ہوں گی جنہیں محض خدا کے نام پر نفرت پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا اور نفرت اُن بندوں سے جو خدا سے سب سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ دُنیا کے پاگل پن کی عجیب کیفیت ہے کہ وہ لوگ جو خدا کے نام پر جیتے اور خدا کے نام پر مرتے ہیں، جن کی زندگی کا ہر شعبہ اللہ کی محبت میں ڈوب چکا ہوتا ہے جو خدا کی محبت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔ اُن کے خلاف خدا کے نام پر نفرت کی تعلیم دی جاتی ہے اور رمضان مبارک میں بعض اوقات یہ نفرت اور بھی زیادہ جوش دکھانے لگتی ہے اس لئے رمضان المبارک میں خصوصیت کیساتھ جماعت احمدیہ کے صبر کی آزمائش بھی ہے اور جماعت احمدیہ کو صبر کی پریکٹس کر کے اس کے معیار کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہئیے۔ اگر جماعت ایسا کرے تو جیسا کہ مَیں نے بیان کیا تھا، قرآن کریم سے صاف پتہ چلتا ہے کہ صابر لوگوں کی نصیحت ضرور اثر دکھاتی ہے۔ آپ کی نصیحت جو صبر کے نتیجے میں پیدا ہوگی اُس میں بہت غیر معمولی قوت پیدا ہو جائے گی۔ اور جیسا کہ قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے صبر کرنے والوں کی دُعائیں، بے صبروں کی دُعاؤں کی نسبت زیادہ قبول ہوتی ہیں۔

قرآن کریم نے اس مضمون کو عجیب طرح بیان فرمایا ہے۔ بعض جگہ یہ فرمایا کہ شدید بے صبرا ہوگا تو اس کی دُعا قبول کروں گا۔ یعنی جیسے مصیبت کی شدت بے صبر کر دے اور بعض جگہ یہ فرمایا کہ صاحب صبر ہیں جو صاحب عزم ہیں۔ صاحب صبر ہیں جن کے ساتھ خدا کی رحمت ہوتی ہے۔ جن کی دُعاؤں کو خدا قبول فرماتا ہے اور ان کے ساتھ رہتا ہے تو بظاہر اسمیں تضاد ہے لیکن درحقیقت تضاد نہیں ہے جو خدا کی خاطر مستقل صبر دکھانیوالے ہیں اُن کی تو ہمیشہ دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو صبر سے عاری ہوں اُن کی دُعائیں ہمیشہ قبول نہیں ہوتیں۔ اُن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے کہ اُن کی دُعائیں اُسی وقت قبول ہوتی ہیں جب مصیبت حد سے بڑھ چکی ہوتی ہے اور وہ مضطر ہو جاتے ہیں، اُنہیں کسی طرح کسی پہلو چین اور قرار نہیں آتا تب وہ دُعا کرتے ہیں اور چونکہ خدا تعالےٰ بے انتہاء رحم کرنے والا ہے اس لئے وہ اس اضطرار کی حالت کو رحم کی نظر سے دیکھتا ہے اور اُن کی دُعا قبول کر لیتا ہے۔ تو بظاہر قرآن کریم میں بے صبروں کی دُعا قبول کرنے کا ذکر ہے لیکن حقیقت میں مراد یہ ہے کہ بے صبری اگر انتہائی دُکھ کے نتیجے میں پیدا ہو تو جب بھی ایسا واقعہ ہو تو خدا تعالیٰ رحم کی نظر ڈالتا ہے مگر وہ رحم کی نظر اُس واقعہ سے تعلق رکھتی ہے اور عام حالات میں ایسا شخص جو بے صبرا ہو اور خدا سے بے تعلق ہو وہ اُس رحم کی نظر سے محروم رہتا ہے۔ لیکن صاحب صبر وہ ہیں جن کی ہر حرکت اور ہر سکون پر خدا کے پیار کی نظر پڑتی ہے، جن کی دُعائیں، دن کو بھی قبول ہوتی ہیں اور رات کو بھی قبول ہوتی ہیں۔ بیٹھے ہوئے بھی قبول ہوتی ہیں اور کھڑے ہوئے بھی قبول ہوتی ہیں۔ بستروں پر آرام کرتے ہوئے بھی قبول ہوتی ہیں اور راستہ چلتے ہوئے بھی قبول ہوتی ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو فرماتے ہیں کہ جب وہ سوئے ہوئے ہوتے ہیں

اُس وقت بھی ان کی دُعائیں قبول ہو رہی ہوتی ہیں

وہ دُعائیں بھی قبول ہو رہی ہوتی ہیں جو ابھی الفاظ میں بھی ڈھلی نہیں ہوتیں۔ محض تمنا بن کے دل میں کروٹیں لے رہی ہوتی ہیں۔ خدا تعالےٰ اُنہیں بھی قبول فرما لیتا ہے۔

پس بے صبری کا انتظار نہ کریں۔ یہ انتظار نہ کریں کہ مصیبت انتہاء کو پہنچے تو پھر جب خدا تعالیٰ کا رحم ایسا جوش مارتا ہے کہ کافر اور مومن ہر ایک کی دُعا قبول کر لیتا ہے اُس وقت آپ کی دُعا سُنی جائے۔ صاحب صبر بنیں تاکہ ہر حالت میں آپ کی دُعا قبول کی جائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دُعا کی قبولیت کے نتیجے میں، اگر خدا تعالیٰ نے آپ کی فتح کا کوئی عظیم منصوبہ بنایا ہے، اُس کے وقت ٹل جائیں اُس کی ترتیب بدل جائے۔ خدا تعالیٰ کے جو وسیع تر منصوبے ہیں بعض مغربی قوموں کی فتوحات کے وہ منصوبے اپنے خدوخال میں تبدیل نہیں ہوا کرتے۔ اُن منصوبوں نے بہرحال اُسی طرح جاری رہنا ہے جس طرح خدا نے کسی قوم پر فضل کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ ہاں اُس کی تفاصیل میں خدا تعالیٰ کی رحمت کے سائے انسان کو سہارا دینے کے لئے جگہ جگہ میسّر آنے لگتے ہیں۔ آپ عیسائیت کی ابتدائی تاریخ پر نظر کریں۔ خدا تعالیٰ نے عیسائیت کی فتح کے لئے ایک بڑا وسیع منصوبہ بنایا تھا۔ جو کئی صدیوں پر پھیلا ہوا تھا اور اس کا کئی ممالک سے تعلق تھا اور پھر اُس کا اثر ہزار سال تک جاری رہنا تھا۔ اُس دَور میں صاحب صبر ابتدائی عیسائی ایسے بھی تھے جن کا ذکر قرآن کریم نے انتہائی تعریف کیساتھ فرمایا ہے۔ جن کو

اصحابِ کہف کے نام سے

جانتے ہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اُن صاحب صبر لوگوں کی دُعائیں قبول نہیں ہو رہی تھیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وقتاً فوقتاً اُن کی دُعاؤں کے نتیجے میں اُن کے دُشمنوں

کو سزائیں نہیں ملیں۔ لیکن اس کے باوجود وہ منصوبہ تبدیل نہیں ہوا۔ جو اس کا وقت مقدر تھا، وہی وقت مقدر رہا۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں، انعامات نے بہت وسعت کے ساتھ اک ایسی برکھا کے طور پر برسنا تھا جو ایک شہر یا ایک علاقے کے لئے یا ایک ملک کے لئے نہیں ہوتی بلکہ بعض دفعہ پورے برِ اعظم کو ڈھانپ لیتی ہے۔

اسی طرح ابتدائی عیسائیت کیساتھ، جب تک اُس کا ایک حصہ مصائب حالت میں رہا خدا تعالیٰ کا یہی سلوک رہا اور ایک وسیع منصوبہ تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ کم و بیش تین سو سال سے کچھ زائد عرصہ تک وہ منصوبہ جاری رہا اور بالآخر عیسائیت کی آخری فتح پر منتج ہوا۔ اور وہ ایسی عظیم فتح ہے کہ بہت کم مذاہب کو ایسی عظیم فتح نصیب ہوا کرتی ہے۔ اتنی وسیع کہ عیسائیوں کو تقریباً ساری دنیا پر غلبہ نصیب ہو گیا اور اتنا لمبا عرصہ تک نسلاً بعد نسلٍ وہ غلبہ نہ صرف جاری رہا بلکہ صدیوں تک، ہزار سال کے بعد، ہزار سال جاری رہا۔ دوسری قوموں کے حالات بدل گئے وہ اسی دور میں پیدا ہوئیں ترقی کی اور پھر تنزل کا شکار ہو گئیں۔ صفحۂ ہستی پر اُبھریں اور بعض نقوش چھوڑ کر پھر مٹ گئیں۔ لیکن یہ غلبہ ہے جو آج تک جاری ہے اور ابھی تک اس غلبے سے، جو بد شکل اختیار کر چکا ہے دوسری قوموں کو نجات پانے کی راہ نظر نہیں آرہی۔ تو

خدا تعالیٰ کے جو منصوبے ہیں

وہ بعض دفعہ بہت ہی عظیم، بہت ہی وسیع ہوتے ہیں اور انسانی زندگیاں اس کے بالمقابل پر بہت ہی محدود، بلکہ اتنی محدود ہوتی ہیں کہ ان کو اپنے کل کی بھی خبر نہیں ہوتی۔ کہ کل اُن کے لئے کیا مقدر ہے! اور وہ سمجھتے ہیں کہ غموں کا یہ سایہ تو ٹل ہی نہیں رہا۔ خدا کے وعدے کہاں گئے؟ حالانکہ بعض وعدے ایسے ہیں جن کا دور سے تعلق ہے اور دیر سے تعلق ہے۔ لیکن اس کے باوجود صاحبِ صبر لوگوں کو خدا اپنی رحمت کے چھینٹوں سے کبھی محروم نہیں رکھتا۔

اسی اگر آپ اس تکلیف کے دور میں صاحبِ صبر ہو جائیں گے تو خدا کی سکیم کا نقشہ تو نہیں بدل سکیں گے جو وقت اُس کے ہاں مقدر ہیں، حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے آخری غلبے کا وقت، اس وقت کو آپ آگے پیچھے نہیں کر سکیں گے۔ وہ ایک تقدیر ہے جو خود بخود اَن فولڈ (Unfold) ہو رہی ہے اور بڑی وسیع تقدیر ہے لیکن اس آخری غلبے کے انتظار میں آپ کا وقت پھر اچھا کٹے گا۔ آپ زندگی میں خدا کی محبت کی چاشنی محسوس کریں گے خدا تعالیٰ روزمرہ آپ کو اپنے قرب کے جلوے دکھاتا چلا جائے گا۔ اور آپ کے صبر کو اسی دنیا میں، اسی زندگی میں، ایسے اچھے پھل لگیں گے کہ محض وعدوں کے انتظار میں نہیں جئیں گے بلکہ اُن وعدوں کو اپنی زندگی میں کسی نہ کسی شکل میں پورا ہوتے بھی دیکھتے رہیں گے۔ چھوٹے پیمانے پر آپ کو وقتی غلبے بھی نصیب ہوں گے۔ آپ کو خدا تعالیٰ کے قرب کے نشان اس طرح دکھائی دیں گے کہ آپ کے دل یقین سے بھرتے چلے جائیں گے کہ ہم جو کچھ بھی کر رہے ہیں ایک زندہ اور قادرِ مطلق ہستی کی خاطر کر رہے ہیں اور وہ ہمارے ساتھ ہے وہ کبھی ہمارا ساتھ نہیں چھوڑتی۔ اس لئے صبر آسان ہو جائے گا۔ اگر دعاؤں کے ساتھ لِلّٰہ صبر کریں گے تو یہ آسان ہو جائے گا۔ اگر لِلّٰہ صبر نہیں کریں گے تو صبر تو پھر بھی کرنا پڑے گا۔

یہی وہ آخری بات ہے

جو میں آپ کے سامنے کھول کر رکھنی چاہتا ہوں۔ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ۔ فرمایا کہ اللہ کے چہرے کی خاطر، اللہ کے منہ کی خاطر صبر کرو۔ یا وہ صبر کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ خدا کے منہ کی خاطر اگر مذہبی قومیں صبر نہ کریں تو کیا اُن کے حالات بہتر ہو سکتے ہیں؟ امر واقعہ یہ ہے کہ خدا کے منہ کی خاطر صبر کرنا بہترین صبر ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجے میں صبر خود آسان ہو جاتا ہے اگر خدا کے منہ کی خاطر صبر نہیں کریں گے۔ تو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے بعض منصوبے بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ ان کو آپ تبدیل نہیں کر سکتے نتیجہ یہ ہوگا کہ ان دکھوں میں سے تو آپ کو پھر بھی گزرنا پڑے گا۔ اُن مصیبتوں کا تو آپ کو پھر بھی شکار ہونا پڑے گا مگر تکلیف کی بے لذت زندگی ہوگی۔ تکلیف ہوگی مگر پھر بھی کوئی پیار کرنے والا اپنی رحمت کا پھایا آپ کے دل پر نہیں رکھے گا۔ اس لئے صبر کریں اللہ کی محبت کے نتیجے میں۔ اور یاد رکھیں کہ اس کے بغیر آپ سے صبر ہونا بھی نہیں۔ تکلیف اُٹھائیں گے داویلا کریں گے، اپنے ایمان کا نقصان کریں گے یا اپنی جان کا نقصان کریں گے اور حاصل کچھ بھی نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ ایک ایسا دور ہے جہاں آپ کے لئے کوئی اور رستہ ہی باقی نہیں رہا۔

ایک ہی رستہ ہے

اَلَّذِیْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے منہ کی خاطر، اُس کے پیار کی خاطر صبر کر جاؤ اور پھر اس کے نتیجے میں اللہ کا پیار بڑھاتے چلے جاؤ۔ پھر دیکھو گے کہ کس طرح خدا تعالیٰ کا فضل تم پہ سایہ بن کر آتا ہے وہ سایۂ رحمت بن کر تمہارے ساتھ رہا کرتا ہے تمہیں کبھی نہیں چھوڑتا تمہاری حفاظت فرماتا ہے۔ اور یہ ایسا تجربہ ہے جس میں سے ہر صبر کرنے والا گزرتا ہے۔ صرف جماعت ہی نہیں گزر رہی ہوتی۔ کوئی بھی ایسا، خدا کی خاطر صبر کرنیوالا نہیں ہے جس کو اس صبر کے دوران اللہ کی رحمت کے پھل نصیب نہیں ہوئے ہوتے۔ وہی رحمت کے، خدا کے پیار کے پھل ہیں جو صبر کی تقویت کا موجب بنتے ہیں۔ جو اس کے رستے کو آسان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اس رستے کی جتنی بھی مصیبتیں ہیں اور جب تک بھی ہیں ہمیں اُن کے لئے صبر عطا کرے اور اپنے پیار کا صبر عطا کرے

اپنی محبت کا صبر عطا کرے

کیونکہ صبر ہے ہی وہی جو لینے کے، قبول کرنے کے لائق ہے۔ باقی صبر کی تو کوئی حیثیت، کوئی وقعت نہیں ہے۔

خطبہ ثانیہ

نماز جمعہ کے بعد کچھ فوت شدگان کی نماز جنازہ غائب ہوگی۔ پہلے مکرم علی بھائی یار اتیہ ہیں جو کینیا کے رہنے والے تھے۔ وہ ۱۹۴۱ء میں اسمٰعیلیہ فرقہ سے احمدی ہوئے۔ کروڑپتی خاندان تھا اور ان کے والد نے سختیاں بھی کیں اور کروڑوں کا لالچ بھی دیا اور چونکہ انہوں نے لالچ قبول نہیں کیا اس لئے اُنہیں ہر قسم کی دولت سے محروم بھی کر دیا۔ لیکن یہ خدا کے فضل سے ثابت قدم رہے اور بہت ہی نیک اور دعا گو انسان تھے۔ اُن کی وفات کی وہاں سے اطلاع ملی ہے۔ محمد رفیق صاحب آف لاہور، محمد سعید صاحب انجینئر، راولپنڈی کے والد تھے۔ جنہیں لمبا عرصہ تک خدام الاحمدیہ میں ہمیشہ بڑے خلوص سے وقت دیتے رہے ہیں۔ میں ان کے والد کو جانتا ہوں۔ بہت نیک اور سادہ مزاج انسان تھے، انہوں نے بچوں کی اچھی تربیت کی ہے۔ فہمیدہ افضل صاحبہ بنت محمد افضل صاحب آف سرگودھا کی نماز جنازہ کی درخواست اکبری اسمٰعیل صاحبہ نے کی ہے جنہیں آپ انگلستان کے سب لوگ جانتے ہیں، یہ اُن کی بھتیجی تھیں جو عین جوانی کے عالم میں وفات پا گئیں۔ مکرم غلیل بٹ صاحب آف جموں کشمیر، ان کی نماز جنازہ غائب کی درخواست کشمیر سے آئی ہے طاہرہ فوزیہ کے متعلق مرزا محمد اکرم صاحب آف لیسٹر (LIECESTER) نے درخواست کی ہے کہ ۱۸ سال کی بہت نیک بچی جو ایف اے کی طالبہ تھیں آگ کے حادثے میں وفات پا گئیں۔ مکرم عبدالسلام صاحب خان، ابن مکرم عبداللطیف خان صاحب آف مردان کے متعلق ناظر صاحب اعلیٰ قادیان ملک صلاح الدین صاحب نے درخواست کی ہے یہ اُن کے[1] ہم زلف تھے۔ اسی طرح مکرمہ اہلیہ صاحبہ مکرم محمد ابراہیم صاحب فاروق آباد کے متعلق بھی درخواست آ گئی ہے اور بشیرا بیگم صاحبہ اہلیہ محمد نواز صاحب سیکرٹری مال چک نو پیار جو موصیہ تھیں، کے متعلق بھی نماز جنازہ غائب کی درخواست آئی ہے۔

---

1 محترم ملک صلاح الدین صاحب کے بیٹے کے ہم زلف تھے۔ (ایڈیٹر)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء

قسط دوم

اسلام میں صبر و رضا کی تعلیم

اور

ابتلاء کے دور میں جماعت احمدیہ کا نمونہ!

از مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری۔ صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کے متبعین کے ساتھ بھی مخالفت کا سلوک ہوا۔ فرعون اور اس کے ساتھی متکبر سرداروں نے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام اور غریب بنی اسرائیل پر انتہائی مظالم توڑے حتیٰ کہ ان کی نسل کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی۔ چنانچہ اُن کے بیٹوں کو قتل کر دیا جاتا تھا۔ اور لڑکیوں کو زندہ رکھا جاتا تھا۔ بالآخر تنگ آکر حضرت موسیٰ علیہ السلام نہایت کسمپرسی کے عالم میں اپنی قوم کو لے کر ہجرت کرنے پر مجبور ہوئے مگر ظالم فرعونیوں نے پھر بھی اُن کا پیچھا نہ چھوڑا حتیٰ کہ قادر و قدیر اور مقتدر خدا نے حضرت موسیٰؑ اور آپ کے ساتھیوں کو نجات دی اور فرعون اور اس کے لشکر کی غرقابی کے سامان کر دیئے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام آئے آپ کو بھی یہود کے جُبّہ پوش مولویوں نے رُومی حکومت کے ساتھ مل کر صلیب پر چڑھوایا اور اَنَا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ کا نعرہ لگا دیا۔ مگر قادرِ مطلق خدا نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیبی موت سے نجات دی اور اپنے مشن میں آپ کو کامیاب و کامران کیا۔

یہ ہے صبر و رضا کی اسلامی تعلیم جس کے عملی نمونوں سے قرآن کریم بھرا پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سابقہ نبیوں کے صبر و استقامت کے واقعات سُنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا:-

تِلْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهَا إِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَا أَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هَٰذَا فَاصْبِرْ إِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِينَ ○

(ھود: ۵۰)

کہ غیب کی اہم خبروں میں سے ہے جنہیں ہم تجھ پر وحی کے ذریعہ سے نازل کرتے ہیں۔ نہ تو ان کو اس سے پہلے جانتا تھا اور نہ تیری قوم جانتی تھی اور اب تمہارے ساتھ بھی اسی قسم کا سلوک ہونے والا ہے پس تو صبر سے کام لے۔ اچھا انجام یقیناً تقویٰ اختیار کرنے والوں کا ہی ہوتا ہے۔ نیز آئندہ پیش آنے والے واقعات کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمائی کہ

فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ۔

چنانچہ جب وہ دُنیا کا سردار آیا جس کی ہزاروں سال سے آدم زادوں کو انتظار تھی اور جس کی راہ تکتے تکتے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی اس دُنیا سے گذر گئے۔ ہاں۔ وہ جس کی خاطر کائنات کو پیدا کیا گیا۔ جس کی شریعت سب شریعتوں سے زیادہ روشن اور جس کی شان سب نبیوں سے بلند اور بالا تھی۔ وہ انسانیت کا شرف، وہ خدا کے جلال اور جمال کا مظہر وہ سب نبیوں سے زیادہ معصوم نبی جب دُنیا میں ظاہر ہوا تو اُس کو بھی ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا اور ایسے دردناک ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا کہ اُس کی نظیر تاریخِ مذاہب میں نظر نہیں آتی۔

وہ سارے مظالم جو گزشتہ انبیاءؑ پر علیحدہ علیحدہ توڑے گئے ہمارے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی جماعت پر توڑے گئے۔ اُنہیں چلچلاتی دُھوپ میں تپتی ریت پر ننگے بدن لٹایا گیا اور ان کی چھاتیوں پر دہکتے ہوئے پتھروں کی سلیں رکھی گئیں۔ اُنہیں مکہ کی پتھریلی گلیوں میں سر کے بل جانوروں کی طرح رسیاں باندھ کر گھسیٹا گیا۔ سالہا سال تک اُن کے مقاطعے کیے گئے۔ اُنہیں بھوک اور پیاس کی شدید اذیتیں پہنچائی گئیں۔ کبھی اُن کو تنگ اندھیری کوٹھڑیوں میں قید کیا گیا۔ اور کبھی اُن کے اَموال و متاع لُوٹ کر گھروں سے نکال دیا گیا۔ کبھی بیویوں کو خاوندوں سے چھڑایا گیا۔ کبھی خاوندوں کو بیویوں سے علیحدہ کر دیا گیا۔ مقدس حاملہ عورتوں کو اونٹنیوں سے گرا کر اُن پر قہقہے لگائے گئے اور وہ اس صدمہ سے جاں بحق ہو گئیں اُن پر عبادت کے دَوران اُونٹوں کی اوجھڑیاں پھینکی گئیں۔ اُن کو گالیاں دی گئیں اور گلیوں کے اوباشوں نے اُن کی تحقیر اور تذلیل کی۔ دُنیا کے ذلیل ترین آوارہ لونڈوں نے جھولیوں میں بھر بھر کر اُن پر پتھر برسائے۔ یہاں تک کہ دُنیا کا مقدس ترین خون طائف کی گلیوں میں بہنے لگا اُن کو زہر دیئے گئے۔ اُن پر شعلہ آسا جنگوں کی آگ بھڑکا دی گئی اور تلواروں کے نیچے قربانیوں کی طرح ذبح کیا گیا۔ اُن پر تیروں اور پتھروں کی بارشیں برسائی گئیں اور اُحد کی سرزمین گواہ ہے کہ سنگدل سفاکوں نے کائنات کی معصوم ترین ہستی کا بدن پے در پے زخموں سے چھلنی کر دیا۔ ہاں اُن کو نیزوں میں پرو یا گیا اور اُن کے سینے چیر کر اُن کے جگر چبا لیئے گئے۔ اور وہ کام جو رُوم کے سفاک بادشاہ جنگل کے درندوں سے لیا کرتے تھے عرب کے درندہ صفت انسانوں نے خود کر کے دکھا دیئے۔"

(مذہب کے نام پر خون صفحہ ۱۳-۱۴)

لیکن آفرین ہے خاتم العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ کی جماعت پر جو نہایت ہی صبر و رضا اور غیر معمولی قوتِ برداشت کے ساتھ ان خوفناک مظالم کو سہتی رہی۔ اور اُف تک نہ کی اور دُکھوں کے جنگلوں میں اور مصیبتوں کے صحراؤں میں اور جنگ کے میدانوں میں نقد جان تو پیش کر دی مگر صراطِ مستقیم سے سرمو انحراف نہیں کیا اور نہ توحید کے پرچم کو سرنگوں ہونے دیا۔

انہی بے مثال صبر و استقامت کے نمونوں کو دیکھ کر شام کے اہل کتاب کے ایک عالم نے یہ رائے ظاہر کی کہ:-

"عیسیٰ بن مریم کے وہ متبع جو آروں سے چیرے گئے اور سُولی پر لٹکائے گئے ان لوگوں سے زیادہ تکالیف برداشت کرنے والے نہ تھے؟"

(استیعاب جلد اوّل صفحہ ۶)

معزز سامعین! آئیے اب آپ کو حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ ثانیہ سے تربیت یافتہ اس "آخَرِیْنَ" کی جماعت میں لے چلوں جو آج خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے "اوّلین" کی قربانیوں اور اُن کے صبر و استقامت کی یاد تازہ کر رہی ہے۔ کیونکہ آج جبکہ وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ میں بیان کی گئی پیشگوئی کے مطابق انسان حقیقی ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھا ہے۔ اور مجموعی طور پر گھاٹا پانے والوں میں شامل ہو چکا ہے ایسے وقت میں اُن چند مٹھی بھر انسانوں کو جو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظلِ کامل مسیح محمدی پر ایمان لا کر اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے زمرے میں شامل ہو چکے ہیں مصائب اور دُکھوں کی چکی میں پیسا جا رہا ہے لیکن مبارک ہے یہ پیاری جماعت جو صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے ایسے صبر آزما حالات میں وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ کا اعلیٰ نمونہ پیش کر رہی ہے۔

جماعتِ احمدیہ کو تأسیس کے دن سے ہی ایسی مخالفتوں کا سامنا ہے جو ہر الٰہی سلسلہ کو ماضی میں پیش آتی رہی ہیں۔ خود بانیٔ جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی زندگی بھر مخالفت کی جاتی رہی۔ تمام اہل مذاہب کی طرف سے عموماً اور مسلمان مولویوں کی طرف سے خصوصاً زبانی اور تحریری طور پر حد درجہ دلآزاری کی جاتی رہی۔ مختلف قسم کے جھوٹے مقدمات آپ کے خلاف دائر کیے گئے۔ پھر آپؑ کے متبعین کے ساتھ نہایت ذلت کا سلوک کیا گیا۔

اُنہیں گالیاں دی گئیں۔ گھر سے بے گھر کیا گیا۔ مالوں اور جائیدادوں سے محروم کیا گیا۔ بیوی بچوں سے جُدا کیا گیا۔ کئی جگہوں پر سوشل بائیکاٹ کیا گیا۔ مسجدوں میں داخلے بند کر دیئے گئے۔ قبرستان سے احمدیوں کی نعشیں اُکھیڑ کر باہر پھینکی گئیں۔ حتیٰ کہ بعض کو نہایت بے دردی کے ساتھ شہید کر دیا گیا۔ چنانچہ خود حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحب کو کابل میں محض قبولِ احمدیت کی وجہ سے قید میں ڈالا گیا اور پھر قید ہی میں گلے میں کپڑا ڈال کر شہید کر دیا گیا۔ آپ کے بعد اُسی کابل کی سرزمین میں حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب کو جس دردناک طور پر شہید کیا گیا اُس کو پڑھ کر اور سُن کر کلیجہ منہ کو آتا ہے —— حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب ایک نہایت متبحر عالم دین اور پاک نفس بزرگ تھے اُن کے علم اور تقویٰ کا اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ان کے ارادتمندوں کی تعداد پچاس ہزار سے زائد نفوس پر مشتمل تھی۔ شاہِ کابل امیر عبدالرحمٰن خان نے آپ کو اپنا مذہبی مشیر بنایا ہُوا تھا۔ اور اپنے ولی عہد امیر حبیب اللہ خان کا اتالیق مقرر کیا ہُوا تھا۔ اور جب امیر عبدالرحمٰن خان کی وفات پر امیر حبیب اللہ خان تخت نشین ہُوا تو حضرت شہزادہ عبداللطیف صاحب کے ہاتھوں سے تاج پوشی کی رسم ادا کی گئی تھی —— لیکن جب آپ خدا کے فضل و کرم سے حضرت امام مہدی علیہ السلام کی بیعت سے مشرف ہو کر کابل پہنچے تو آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا گیا۔ اور ایسی معصوم اور بزرگ ہستی کو دو من کے قریب وزنی بیڑیاں پہنا کر قید میں ڈال دیا گیا۔ اور چار ماہ تک قیدِ با مشقت میں رکھ کر امیر کی طرف سے بار بار فہمائش کی گئی کہ اس بیعت سے توبہ کر لو تو جان بخشی کی جائے گی اور ہر طرح عزت افزائی کی جائے گی حتیٰ کہ یہ مشورہ بھی دیدیا کہ وقتی طور پر انکار کر کے ہندوستان یا کسی دوسرے ملک چلے جاؤ لیکن اس صبر و رضا کے متوالے نے ہر فہمائش کو ٹھکرا دیا۔ اس پر فتویٰ تکفیر تیار کر کے سنگسار کرنے کی سزا مقرر کی گئی اور نہایت بے دردی کے ساتھ آپ کی ناک میں چھید کر کے رسّی ڈالی گئی اور رسّی سے کھینچتے ہوئے آپ کو مقتل تک لے جایا گیا اور کمر تک زمین میں گاڑ دیا گیا۔ اس موقعہ پر امیر کابل ایک مرتبہ پھر آپؓ کے قریب آیا اور کہا اب بھی وقت ہے اگر قادیانی مسیح موعود کا انکار کر دو تو اب بھی بچا لوں گا۔ مگر آفرین ہے اس شہیدِ حق پر جس نے موت کو آنکھوں کے سامنے دیکھتے ہوئے بھی نہایت صبر و استقامت کے ساتھ جواب دیا کہ ”سچائی سے کیونکر انکار ہو سکتا ہے جان کی کیا حقیقت ہے اور عیال و اطفال کیا چیز ہیں جن کے لئے ایمان کو چھوڑ دوں مجھ سے ایسا ہرگز نہ ہوگا“ تب امیر کی طرف سے حکم ہُوا اور قاضی نے پہلا پتھر چلایا پھر تمام حاضرین نے پتھروں کی بارش کر دی حتیٰ کہ اُس معصوم کا جسم پتھروں کے انبار میں چھُپ گیا اور روح شاداں و فرحاں اپنے مولائے حقیقی کے پاس حاضر ہو گئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اِس شہیدِ حق کی شان میں فرمایا:-

”اُس کی ایمانی قوت اس قدر بڑھی ہوئی تھی کہ اگر مَیں اس کو ایک پہاڑ سے تشبیہ دوں تو مَیں ڈرتا ہوں کہ میری تشبیہ ناقص ہو“

پھر اسی سرزمینِ کابل میں اپنے دادا اور باپ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے امیر امان اللہ خان نے بھی تین مزید احمدیوں کو اپنے سامنے سنگسار کروا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اُولٰٓئِکَ عَلَیْھِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ وَ رَحْمَۃٌ وَ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُھْتَدُوْنَ۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے صبر و استقامت کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ رقم فرمایا ہے:-

”آخر یہ حیرت انگیز ماجرا کیوں کر گذرا۔ اور یہ عظیم الشان صبر کی طاقت اُنہوں نے کہاں سے پائی؟ وہ کون سا مستحکم یقین تھا جو ان آڑے وقتوں میں اُن کے دلوں کا سہارا بن گیا؟ اگر وہ دروغ گو اور فتنہ پرداز اور جھوٹے اور دجال تھے۔ اگر احمدیت ایک دُکانداری تھی اور یہ سب سلسلہ انگریز کی غلامی اور دُنیا کی لالچ کی خاطر قائم کیا گیا تھا تو اس پیغام کی خاطر دُنیا کی ہر لالچ کو انہوں نے کیسے ٹھکرا دیا اور اپنے اموال اپنی آنکھوں کے سامنے کیسے لُٹتے دیکھے؟ اپنی جان اور عزت کے ہر خطرہ کو کیوں کر مول لیا۔ اور کیوں انہوں نے غیر متزلزل عزم اور صبر کے نمونے دکھائے جن کی توفیق صرف صادق اور راستباز کو عطا ہوتی ہے اس کی وجہ درحقیقت یہی وجہ تھی جس کا ذکر کرتے ہوئے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام فرماتے ہیں:- ؎

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے“

(مذہب کے نام پر خون)

معزز سامعین! اب اس مخالفت کی باگ ڈور مولویوں کے ہاتھوں سے لے کر نمرود اور فرعون جیسے جابر حکمرانوں کے ہاتھوں نے سنبھال لی ہے۔ جن کے پاس طاقت بھی، اقتدار بھی ہے کرایہ کے قاتل بھی ہیں۔ اور بھاڑے کے منصف بھی ہیں۔ ان جابر اور ظالم حکمرانوں کے سامنے مسیح محمدیؐ کی اِس مظلوم جماعت کی حالت اِس شعر کی مصداق ہے کہ ؎

تمہیں قاتل تمہیں شاہد تمہیں منصف ٹھہرے
اقربا دلائیں گے میرے قتل کا دعویٰ کس پر!

اِسلام نے جس صبر و رضا کی تعلیم دی ہے اُس کے عملی نمونوں کو تلاش کرنے کے لئے آج آپ کو ماضی کی طرف مُڑ کر دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ آج اور اِن دنوں میں پاکستان میں چالیس لاکھ سے زائد احمدی صرف اس ”جُرم“ میں کہ اُنہوں نے کہا ”رَبُّنَا اللّٰہُ“ کہ صرف اللہ ہی ہمارا رب ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا کلمہ بلند کیا ہے، شدید ترین ذہنی۔ جسمانی اور روحانی اذیتوں سے دو چار ہیں چنانچہ ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء کو جاری کردہ رُسوائے زمانہ صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے خلاف مذہبی جبر و تشدد، نفرت و عناد اور اشتعال انگیزی کی جو ناپاک مہم شروع کی گئی ہے اس کے نتیجہ میں اس تھوڑے سے عرصہ میں اب تک پندرہ پاکستانی احمدیوں کو انتہائی بے دردی کے ساتھ شہید کیا جا چکا ہے۔ اور بیس افراد پر باقاعدہ منصوبے کے تحت قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں۔ مگر افسوس کہ قتل اور ارادۂ قتل کے ان تمام کیسوں میں حکام بالا کی ہدایت پر کہیں کوئی مقدمہ درج نہیں کیا گیا۔ مزید براں اب تک ۵۵۸ احمدیوں کو کلمہ طیبہ کے بیج سینوں پر لگانے کے الزام میں گرفتار کیا گیا۔ اور ان پر مقدمات قائم کئے گئے اور قید خانوں میں بھیانک مجرموں کی طرح ان کے ساتھ بہیمانہ سلوک کیا گیا۔ اس قسم کے ۲۲۷ مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں۔ اندرون ملک جماعت احمدیہ کی ۱۲۵ کتب اور اخبارات و رسائل کی ضبطی کے احکامات جاری کئے گئے۔ دو احمدیہ مساجد کو کلیتاً مسمار کر کے شہید کر دیا گیا جبکہ چار مساجد انتظامیہ کی طرف سے سر بمہر کر دی گئی ہیں۔ اور ۱۳۰ مساجد سے کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات کو مٹایا جا چکا ہے جس کا سہرا حکومت کے کارندوں اور مولویوں کے سر ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

(اعداد و شمار از بدر تحریر ۲۸ اگست ۱۹۸۶ء)

اس کے علاوہ ساہیوال اور سکھر کے چار معصوم احمدیوں کو جھوٹے اور بے بنیاد مقدمات میں ملوث کر کے پھانسی کی سزا سُنائی جا چکی ہے۔ اور یہ چار دیگر مظلوم احمدیوں کو انہی مقدمات میں ۲۵-۲۵ سالہ قید کی سزا دی جا چکی ہے۔ ان خصوصی سزاؤں کے فیصلے کی توثیق کا سہرا صدر ضیاء الحق نے خاص طور پر اپنے سر پر باندھا ہے۔

(باقی آئندہ)

درخواستِ دُعا

مکرم نذیر احمد صاحب مشتاق متعلم مدرسہ احمدیہ مبلغ ۵/ روپے اعانت بدر میں ادا کر کے اپنے دادا کی کامل صحت، گھریلو پریشانیوں کے ازالہ اور اپنے اور اپنے بہن بھائیوں کے امتحان میں کامیابی کے لئے قارئین سے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (ادارہ)

حضور انور ایدہ اللہ کے نمائندہ خصوصی مکرم مولانا مبارک احمد صاحب ساقی ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن

کی

وسطی افریقہ کے ملک زائرے میں تشریف آوری

رپورٹ مرسلہ: مکرم مولانا عبد الرفیع احمد صاحب غلور انچارج احمدیہ مشن زائرے

قبل اس کے کہ مکرم مولانا مبارک احمد صاحب ساقی ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن کے دورہ کی تفصیل ذیل میں درج کی جائے مناسب معلوم ہوتا کہ احمدیہ مشن زائرے کے تعارف کے طور پر کچھ تحریر کیا جائے۔ زائرے وسطی افریقہ کا ایک عظیم ملک ہے اسے افریقہ کا دل بھی کہا جاتا ہے یہ آزادی سے قبل بیلجیم کی کالونی اور کانگو بیلجیم کہلاتا تھا۔ ۱۹۶۰ء میں آزادی حاصل ہوئی۔ اس کی ۳۵ ملین آبادی ہے۔

اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں زائرے میں مشن ہاؤس کے قیام کا بعض مبلغین کے دوروں سے جائزہ لیا جا چکا تھا۔ لیکن باقاعدہ مشن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی روشنی میں اس عاجز کی آمد کے ساتھ ۱۰ر جون ۱۹۸۴ء کو قائم ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

یہاں آکر محسوس ہوا کہ احمدیت کی آواز ان لوگوں تک عرصہ سے پہنچی ہوئی ہے۔ اور یہ قوم کثرت کے ساتھ حقیقی اسلام کو قبول کرنے کے لئے تیار ہے چنانچہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت سی مشکلات اور رکاوٹوں کے باوجود اس مختصر عرصہ میں جماعت نے غیر معمولی ترقی کی ہے اور احمدیت کا قدم دن بدن بہت تیزی کے ساتھ ترقی کی طرف گامزن ہے۔

پیارے آقا حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ فداہ انفسنا نے ازراہ شفقت مرکزی مشن خریدنے کی اجازت عطا فرمائی اور اب زائرے مشن کی ابتدائی تاریخ میں ہمیں یہ اعزاز عطا فرمایا کہ اپنے نمائندہ خصوصی کے دورہ افریقہ میں ہمارے مشن کو بھی شامل فرمایا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ وایدھم اللہ تعالیٰ بنصرٍ عزیز۔

پروگرام کے مطابق مکرم و محترم مولانا مبارک احمد صاحب ساقی ۱۶ر مارچ بروز سوموار صبح ۱۰ بجے کنشاسا ہوائی مطار پر پہنچے۔ ۴۰ افراد جماعت نے انتہائی تپاک اور خوشی کے ساتھ معزز مہمان کا استقبال کیا۔ مولانا صاحب موصوف لیگوس کا ۱۰ روزہ دورہ مکمل کرکے یہاں تشریف لائے تھے۔

جماعت کی طرف سے استقبالیہ تقریب کا انعقاد

اگلے روز ۱۷ر مارچ کو مشن ہاؤس میں ۶ بجے استقبالیہ تقریب کا انعقاد ہوا اس فنکشن کی صدارت عاجز نے کی احمدی نوجوان محمد مبیا کا کی تلاوت اور فریڈ کمبیما کے عہد دہرانے کے بعد جماعت احمدیہ کے نائب امیر مکرم عثمان کانزنجی کانڈا صاحب نے جماعت احمدیہ زائرے کی طرف سے استقبالیہ ایڈریس پیش کیا چونکہ ان کی تقریر فرانسیسی میں تھی اس لئے اس کے معاً بعد خاکسار نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔

مکرم نائب امیر صاحب کی تقریر کے بعد مکرم مولانا مبارک احمد صاحب ساقی نے جواب ایڈریس میں جماعت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اور اپنے تبلیغی تجربات اور واقعات کی روشنی میں نوجوانوں کو نصیحت کی کہ خدا تعالیٰ کا آپ لوگوں پر بہت فضل ہے کہ جوانی میں ایک زندہ اور فعال جماعت میں آپ شامل ہو گئے ہیں۔ پس اب آپ لوگ بے خوف ہو کر دوسری قوموں کے نوجوانوں تک احمدیت کا پیغام پہنچائیں انشاء اللہ تعالیٰ نوجوانوں کی ترقی اور بہبود کے لئے جماعت احمدیہ زائرے میں بہت سے پروگراموں کو عملی جامہ پہنائے گی۔

تقریب کے آخر میں اجتماعی دعا کے بعد حاضرین کی خدمت میں مشروبات پیش کئے گئے۔

نائب وزیر جسٹس مسٹر WASSO LUKUMBIA کی خدمت میں قرآن مجید کے تحفہ کی پیشکش

پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۸ر مارچ کو مکرم مولانا صاحب کی نائب وزیر جسٹس سے ملاقات کے لئے وقت مقرر تھا ہم بروقت صبح ۱۰ بجے اُن کے دفتر میں پہنچ گئے۔ نائب وزیر جسٹس مسٹر WASSO LUKUMBIA نے بہت تپاک اور احترام کے ساتھ ہمارا استقبال کیا موصوف کے ساتھ ان کے دو سیکرٹری تھے۔ جن میں سے ایک نے مترجم کی ڈیوٹی ادا کی سب سے پہلے موصوف نے اپنے جذبات مسرت کا اظہار کیا اور کہا کہ ہم احمدیہ مشن کے ڈائریکٹر صاحب کی آمد سے بہت خوش ہیں زائرے میں تمام لوگوں کو پورے طور پر مذہبی آزادی حاصل ہے جماعت احمدیہ کے سوشل پروگراموں کا منصوبہ زائرے میں قابل تحسین کارکردگی ہوگی بعد ازاں مکرم مولانا ساقی صاحب نے اپنے دورے کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے بتایا کہ زائرے مشن کے لئے متنوع قسم کے منصوبوں کا پروگرام ہے۔ اور ان کی تکمیل میں تاخیر مشن کی قانونی رجسٹریشن نہ ہونے کی وجہ سے ہے اس لئے ہماری خواہش ہے کہ حکومت احمدیہ مشن کو جلد قانونی رجسٹریشن دے دے تاکہ حکومتی میدان میں سرگرمیوں کو بلا تاخیر شروع کر دیا جائے اس کے جواب میں مکرم نائب وزیر صاحب نے کہا کہ چونکہ بہت سے امور تحقیق طلب تھے جن کے لئے وقت درکار تھا اب ہماری تحقیق وغیرہ مکمل ہو چکی ہے اس لئے یہ کام جلد ہو جائے گا۔ ملاقات کے آخر میں مکرم مولانا ساقی صاحب نے موصوف کی خدمت میں فرانسیسی ترجمہ قرآن کا تحفہ پیش کیا جسے انہوں نے بہت خوشی سے قبول کیا نیز کہا کہ یہ میری زندگی میں پہلی مرتبہ ہے کہ میں نے قرآن مجید حاصل کیا ہے۔ اور یہ بعید از قیاس نہیں کہ میں اس کے مطالعہ کے بعد اسلام سے مشرف ہو جاؤں ملاقات اور دلچسپ گفتگو قریباً ۴۰ منٹ تک جاری رہی۔

ماسینا برانچ کا دورہ اور ایک عیسائی کا قبول اسلام

۱۹ر مارچ کو ہمارے معزز مہمان ماسینا برانچ کے احمدی دوستوں سے ملاقات کے لئے مکرم ڈاکٹر عثمان مدانفو صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔ اس موقع سے استفادہ کرتے ہوئے دوستوں نے آنمکرم سے سوالات پوچھے جن کے موصوف نے تسلی بخش جوابات دیئے خاکسار ساتھ کے ساتھ ترجمہ کرتا جاتا تھا۔ مجموعی طور پر یہ نشست بہت مفید رہی اس موقع پر ایک کیتھولک عیسائی نے جو کچھ عرصہ سے ڈاکٹر عثمان صاحب کے زیر تبلیغ تھے اسلام قبول کیا مکرم مولانا صاحب نے انہیں کلمہ پڑھایا۔ اور اجتماعی دعا کروائی۔ ان کا اسلامی نام ابوبکر رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں استقامت اور اخلاص عطا فرمائے۔ آمین

کنباسیکے برانچ میں مجلس سوال و جواب

۲۲ر مارچ مکرم و محترم مولانا صاحب کنباسیکے برانچ میں تشریف لے گئے جہاں پہلے سے احمدی بھائی جمع تھے یہ تمام دوست مکرم عثمان کانزنجی صاحب نائب امیر کے نئے تعمیر شدہ گھر میں اکٹھے ہوئے تھے۔ تلاوت قرآن مجید کے بعد مکرم عثمان صاحب نے مختصر تقریر کی جس میں اپنے جذبات مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اعتراف کیا کہ جب سے میں احمدی ہوا ہوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی برکتیں ہمارے ہر کام میں پیدا ہو رہی ہیں یہ سب احمدیت کے طفیل ہے۔ موقع کی مناسبت سے مکرم مولانا مبارک احمد صاحب ساقی نے مکرم عثمان صاحب کی کوششوں اور روح قربانی کو سراہا اور ان کے سارے خاندان کے لئے اور ان کے کاروبار کے لئے دعا کی۔ بعد ازیں احمدی دوستوں کے سوالات کے جوابات دیئے گئے۔

اسی روز مولانا صاحب ماسینا برانچ کے حال ہی میں خریدے گئے مشن کو دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ اس موقع پر ایک اجتماعی تصویر لی گئی۔ آنمکرم نے اس مشن میں وسعت وغیرہ کے متعلق ضروری ہدایات دیں۔ اس پروگرام کے بعد ایک تاریخی جگہ NSELE دیکھنے گئے یہ کنباسیکے سے قریباً ۳۰ کیلومیٹر کے فاصلہ پر ہے حکومت نے اس جگہ مختلف عمارات

(باقی ملاحظہ فرمائیں صفحہ ۱۳ پر)

آسام میں جماعت احمدیہ نرار بھٹیا کا پہلا عام تبلیغی جلسہ

اور

مخالفانہ ماحول میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت

رپورٹ مرسلہ :- مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ انچارج مغربی بنگال و آسام

دس سال قبل صوبہ آسام میں صرف تین چار احمدی تھے۔ ۱۹۷۷ء میں خاکسار اور مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے سیکرٹری تبلیغ کلکتہ نے آسام کا پہلا تبلیغی دورہ کیا۔ اسی دورہ میں نرار بھٹیا ضلع گوالپارہ میں گیارہ افراد نے بیعت کی اور اس طرح آسام میں پہلی باقاعدہ جماعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور اب خدا کے فضل سے آسام میں اور تین جماعتوں کے علاوہ صرف نرار بھٹیا میں اڑھائی صد کے قریب احمدی ہیں۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔

اس سال ۱۸ فروری میں بعض مخالفین احمدیت نے اس علاقہ میں احمدیت کے خلاف ایک بہت بڑا جلسہ کیا جس میں آٹھ ہزار لوگ جمع ہوئے دور دور سے کئی مولوی بھی شریک جلسہ ہوئے۔ اور جماعت احمدیہ کے خلاف طرح طرح کے الزامات لگائے گئے۔ اور فتوے سنا سنا کر عوام الناس کو جماعت کے خلاف خوب بھڑکایا گیا۔ تاہم چند شریف الطبع لوگوں کی جانب سے احمدیوں کو بار بار مشورہ دیا گیا کہ آپ لوگ بھی جلسہ عام کر کے لگائے گئے الزامات اور اعتراضات کا جواب دیں۔

چنانچہ بذریعہ خط و کتابت جلسہ کے لئے ۲۶ اپریل کی تاریخ مقرر ہوئی۔ کلکتہ سے خاکسار کے ہمراہ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب سیکرٹری تبلیغ کلکتہ۔ مکرم مولوی ناصر احمد صاحب معلم وقف جدید اور مکرم عبد الحمید صاحب کرم قائد علاقائی بنگال مورخہ ۲۵ اپریل کو آسام پہنچے۔ دوسرے اراکین وفد تو سیدھے نرار بھٹیا تشریف لے گئے۔ لیکن خاکسار مقامی معلم وقف جدید مکرم محمد امان اللہ صاحب کے ہمراہ S.D.O. صاحب سے ملاقات کرنے کی غرض سے ابھیہ پوری اتر گیا لیکن موصوف موجود نہ تھے۔

غرض جب خاکسار اور مکرم معلم صاحب موصوف لنگشی سنگھا پہنچے جہاں سے ہمیں کشتی کے ذریعہ نرار بھٹیا جانا تھا تو وہاں سواری نہ ملنے کے باعث کچھ دیر انتظار کرنا پڑا ہم دونوں ایک ہوٹل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے دیکھا کہ وہ تین مولوی چند لوگوں کے ساتھ کچھ فاصلے پر کھڑے ہیں۔ جن کی بعض حرکات سے ہم نے محسوس کیا کہ وہ کسی سازش کی تیاری میں مشغول ہیں۔ چنانچہ تھوڑی دیر بعد یہ لوگ ہوٹل کے اندر آ گئے اور پہلے تو آپس میں باتیں کرتے ہوئے ہم سے تمسخر کرتے رہے لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ ہمارے تمسخر کا ان دونوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا تو اچانک ایک مولانا غیظ و غضب سے بھر پور ہمارے پاس آئے اور حقارت آمیز لہجہ میں مجھ سے دریافت کیا کہ کہاں سے آئے ہو میں جب اپنا تعارف کرا چکا تو کہنے لگے خبردار جو اپنے حرم کو پر چار بنا لیا۔ آپ لوگ سادہ لوح لوگوں کو گمراہ کرنے سے باز آ جائیں۔ اور میرے سینہ پر لگے کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے بیج کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ کیا لکھا ہوا ہے۔ خاکسار نے کہا آپ تو مولانا ہیں اور خوب اچھی طرح پڑھ سکتے ہیں کہ یہ کیا لکھا ہے پھر مجھ سے کیوں دریافت کرتے ہیں۔ بس میرا اتنا کہنا تھا کہ ساتھ ہی کھڑے ایک شخص جو ہائی اسکول کے ٹیچر ہیں نے اچانک میرے سینے پر ہاتھ مارا اور جھٹکا دے کر بیج چھین لیا۔ اور نہایت طیش سے مجھے اور میرے ساتھی کو دھتکارا اور بیگ جو میرے سامنے ٹیبل پر رکھا تھا ہاتھ مار کر پھینک دیا اور کہا کہ آپ لوگ یہاں سے فوراً چلے جائیں۔ اور باوجود کوشش کے ہمیں کچھ کہنے کا موقعہ نہ دیا اور دھکیل کر ہوٹل سے باہر کر دیا۔ اسی اثنا میں ہم نے دیکھا کہ باہر قریب دو صد آدمی جمع ہو چکے ہیں۔ اور حیرت اس بات پر ہوئی کہ ان میں سے اکثر ان چند بد فطرت لوگوں کے ساتھ مل کر ہمارے خلاف آوازیں کس رہے ہیں۔

بہر حال ہمیں وہاں سے چلنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ہم سڑک کے کنارے کنارے دعائیں کرتے ہوئے چل پڑے۔ ابھی ہم تھوڑی ہی دور گئے تھے کہ یہ تمام لوگ شور مچاتے ہوئے ایک بار پھر ہماری طرف لپکے۔ ہمیں یقین ہو گیا کہ اب ان کے ارادے خطرناک ہیں۔ چنانچہ چند لوگ تو ہمارا راستہ روکنے کی غرض سے سائیکل پر سوار ہو کر ہماری طرف بڑھے یہ دیکھ کر ہم رک گئے۔ اور ٹھیک ایسے وقت میں خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت اس رنگ میں ظاہر ہوئی کہ ایک مقامی ہائی اسکول کے ٹیچر مکرم ماسٹر ذوالفقار علی صاحب سامنے سے آ گئے۔ جنہوں نے گو احمدیت قبول نہیں کی لیکن وہ احمدیت کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اور لوگ انہیں احمدی ہی خیال کرتے ہیں۔ نہایت جرأت مند اور باشعور اور بااثر انسان ہیں۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی کہا آپ لوگ چلیں اور فکر نہ کریں اور ہم نے دیکھا کہ جیسے ہی لوگوں کی نظر ان پر پڑی سب لوگ وہیں تھم گئے۔ اس کے بعد پیدل ہی چلتے ہوئے رات گئے ہم نرار بھٹیا پہنچے۔

دوسرے روز علی الصبح خاکسار مکرم علی احمد صاحب صدر جماعت نرار بھٹیا اور دو خدام کے ساتھ ابھیہ پوری گئے اور جناب شری رام تیرتھ جندل S.D.O. (سول) سے ملاقات کی موصوف پنجاب ضلع سنگرور کے رہنے والے ہیں۔ ذاتی تعارف کے بعد جب خاکسار نے جماعت کی تعلیمات اور پُر امن اصول بیان کئے اور رات کے تمام واقعات مختصراً بیان کئے تو ایس۔ ڈی۔ او صاحب کو بہت دکھ ہوا اور افسوس کا اظہار کیا اور مجھ سے فرمانے لگے کہ "میں ابھی انتظامات کئے دیتا ہوں اور میرا مشورہ ہے کہ آپ بجائے نرار بھٹیا کے اسی جگہ جلسہ کریں جہاں مولویوں نے آپ کے ساتھ بدسلوکی کی ہے تاکہ انہیں سبق حاصل ہو"۔

ہمارے صدر صاحب اس بات کے لئے راضی نہیں ہوئے کیونکہ جلسے کی ساری تیاری نرار بھٹیا میں ہو چکی تھی اور لوگوں کے وہاں جمع ہونے کا امکان تھا۔ بہر حال اسی وقت خاکسار کی موجودگی میں محترم ایس۔ ڈی۔ او صاحب نے مجسٹریٹ صاحب کو ضروری ہدایات دیں اور ہمارے ساتھ جانے کا حکم دیا اور تھانے کے آفیسر انچارج کو فون پر کہا کہ وہ فوراً مسلح پولیس لے کر نرار بھٹیا چلے جائیں۔ نیز ہم نے اپنی تحریری درخواست میں جن مولویوں اور کلمہ طیبہ کا بیج چھیننے والے اسکول ٹیچر کا نام لکھا تھا ان کے بارے میں بھی S.D.O. صاحب کو حکم دیا کہ ان کو پکڑ کر انکوائری کی جائے۔

بہر حال جب ہم لنگشی سنگھا پہنچے تو ہم یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ S.D.O. صاحب نے ان تمام لوگوں اور مولویوں کو ایک ہوٹل میں پکڑ کر بٹھایا ہوا ہے اور ان کی انکوائری چل رہی ہے۔ اور نیز وہاں قریب پچاس مسلح پولیس بھی موجود تھی۔ خاکسار نے مجسٹریٹ صاحب سے عرض کیا کہ ایک دیہاتی علاقہ میں جلسہ ہوگا میرے خیال میں آپ اور S.D.O. صاحب اور دو تین پولیس والے ہی کافی ہوں گے۔ زیادہ پولیس کو دیکھ کر ایسا نہ ہو کہ لوگ ڈر کر گھروں کو بھاگ جائیں۔

چنانچہ خود مجسٹریٹ صاحب نے بھی میری بات سے اتفاق کیا اور بارہ پولیس جوانوں کے علاوہ باقی سب کو واپسی کا حکم دیا۔ اور اس وقت میرے دل کی یہ کیفیت تھی کہ وہ اپنے مولیٰ کے حضور سجدہ ریز تھا کہ جس نے محض اپنے فضل سے ہماری تائید و نصرت کے سامان پیدا فرمائے اور بار بار اس احساس سے دل خدا کے حضور جھک جاتا کہ نام نہاد اسلامی ملک جہاں نظام مصطفیٰ نافذ ہو رہا ہے کہ جانے کا ڈھنڈورا پیٹا جا رہا ہے۔ یعنی پاکستان میں کلمہ طیبہ کا بیج لگانے یا لکھنے کو جرم قرار دے کر احمدیوں سے کیسا ظالمانہ سلوک ہوتا ہے۔ جہاں اذانوں پر بھی پابندی ہے وغیرہ وغیرہ۔ جبکہ ہندوستان کی جمہوری حکومت میں کلمہ طیبہ چھیننے والوں نے چند گھنٹوں میں ہی کلمہ طیبہ چھیننے اور اس کی بے حرمتی کرنے کا عبرتناک انجام دیکھ لیا جبکہ خدا کی ناراضگی اس کے علاوہ ہو گی۔

بہر حال نرار بھٹیا پہنچ کر طے شدہ پروگرام کے مطابق نرار بھٹیا پرائمری اسکول کے وسیع میدان میں ٹھیک دو بجے شری مہندر چندر داس کاریگا کی زیر صدارت جلسہ شروع ہوا وقت سے پہلے ہی تین صد کے قریب لوگ اور علاقے کے علماء مقام اجتماع میں منتظر تھے۔ خاکسار نے تلاوت قرآن مجید کے بعد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پُر معارف نعتیہ کلام پڑھ کر سنایا۔ بعدہٗ مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نے مسلسل ایک گھنٹہ عالمانہ تقریر میں سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کو پاک و مطہر سیرت بیان کی اور قرآنی آیات اور احادیث کی روشنی میں حضورؐ کا رحمۃ للعالمین ہونا ثابت کیا اور آخر میں حضور کے ارفع و اعلیٰ مقام محمدیت کو بیان کرتے ہوئے بتایا کہ دُنیا آج اس مقام کو بھلا بیٹھی تھی جماعت احمدیہ دوبارہ تمام دُنیا میں اسے پیش کر رہی ہے۔

اس کے بعد دوسری تقریر خاکسار نے کی خاکسار نے جماعت احمدیہ کے عقائد و تعلیمات بیان کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کی خصوصیات کو پیش کیا۔ اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کوئی نیا مذہب نہیں ہے اور نہ ہی دوسرے فرقوں کی طرح کوئی علیحدہ فرقہ بلکہ یہ وہ جماعت ہے جس کی بنیاد پیشگوئیوں کے عین مطابق حضرت امام مہدی علیہ السلام نے رکھی ہے۔

اس دوران صدر اجلاس پر بار بار غیر احمدی علماء کیطرف سے اس بات پر زور دیا جاتا رہا کہ ہمیں سوالات کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ جس کی صدر اجلاس نے مجبوراً منظوری دیدی۔ چنانچہ ایک غیر احمدی مولوی ابراہیم علی صاحب نے دیو بند سے شائع شدہ کتابچہ قادیانیت میں سے چند سوالات پڑھ کر سنائے جو دراصل سوالات نہیں بلکہ اعتراضات تھے۔ جن کا عمومی رنگ میں جواب پہلے خاکسار نے دیا۔ اور اس کے بعد مکرم ماسٹر صاحب موصوف نے بنگلہ زبان میں علیحدہ علیحدہ ہر سوال کا تفصیل سے جواب دیا۔ عام سمجھ دار طبقہ تو جواب سے مطمئن ہو گیا۔ لیکن علماء نے شور مچانا شروع کر دیا کہ نہیں ہمارے سوالات کا جواب نہیں ہوا اور ایک اور مولوی نے اجازت چاہی۔ جو اصل میں یہ چاہتے تھے کہ موقعہ ملتے ہی جماعت کے خلاف شائع شدہ فتاویٰ پڑھ کر سنائیں جو اُن کے ہاتھ میں تھا۔ بہر حال صدر اجلاس نے پہلے بہت چاہا کہ پُر امن رنگ میں اجلاس کی کارروائی جاری رہے لیکن جب دیکھا کہ علماء نہ خود سنتے ہیں اور نہ دوسروں کو سننے دے رہے ہیں تو صدر اجلاس نے مجسٹریٹ صاحب کے حکم پر شور و شر کرنے والوں پر اظہار افسوس کرتے ہوئے جلسے کے اختتام کا اعلان کیا۔

جلسہ ختم ہونے پر جب ہم واپس جائے قیام پر پہنچے تو نیک فطرت اور شریف الطبع درجنوں آدمی وہاں پہنچے اور رات گئے تک سوال و جواب ہوتے رہے اور نہایت پیار کے ماحول میں تبلیغ ہوتی رہی۔ اور بے حد متاثر ہو کر گئے۔ نیز انہی لوگوں نے ہمیں خبر دی کہ کل رات نزار کھٹیا میں ایک میٹنگ ہوئی تھی اس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جس وقت جلسہ شروع ہو گا تو احمدیوں سے فوراً مائیک چھین لیا جائے اور انہیں بولنے کا موقعہ نہ دیا جائے۔ اور علماء احمدیت کے خلاف تقاریر کریں گے اور فتوے پڑھ کر سنائیں گے۔ اور بعد میں احمدیوں کو توبہ کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے بدعزائم میں انہیں ناکام کر دیا اور ہمیں کامیابی عطا فرمائی۔ دُعا کریں اللہ تعالیٰ اس کے دُور رس بہترین نتائج برآمد فرمائے۔ اور علاقہ میں احمدیت کے غلبہ کے سامان پیدا فرمائے۔ آمین ٭

ہفتہ قرآن مجید

۴ر جولائی سے ۱۰ر جولائی تک تمام جماعتیں پورے اہتمام سے منائیں

ہندوستان کی احمدی جماعتوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ امسال ہفتہ قرآن ۴ر جولائی سے ۱۰ر جولائی کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کا پروگرام مرتب کیا گیا ہے۔ لہذا تمام جماعتیں ان تاریخوں میں ہفتہ قرآن مجید منانے کا اہتمام کریں۔ اور قرآن مجید میں بیان فرمودہ احکامات و تعلیمات کی روشنی میں مختلف عنوانات پر اجلاسات میں تقاریر کریں۔ تقاریر کے لئے چند عنوانات درج ذیل ہیں۔ قرآن کریم دائمی ہدایت ہے۔ قرآن کریم کی عظمت و شان۔ قرآن کریم کا دُنیا پر احسان۔ قرآنی تعلیم عالم آخرت سے متعلق۔ ہستی باری تعالیٰ از روئے قرآن مجید۔ قرآن مجید کی رو سے علم اور معرفت الٰہی کے ذرائع۔ قرآن مجید میں جملہ الہامی کتب کی صحیح تعلیم۔ قرآن کریم کی رُو سے اعمال صالحہ و ذکر الٰہی کی ضرورت۔ فلاح و نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ تقویٰ اللہ اختیار کرنے کا حکم۔ قرآن مجید کی رُو سے تربیت اولاد اور اطاعت والدین۔

تمام عہدیداران جماعت۔ مبلغین اور معلمین ہفتہ قرآن مجید پوری شان و اہتمام سے منعقد کریں۔ اور اپنی رپورٹ نظارت دعوت و تبلیغ میں بھجوائیں۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

حضور انور ایدہ اللہ کے نمائندہ خصوصی کی ملک زائرے میں تشریف آوری بقیہ صفحہ ۱۱

کی تعمیر کے علاوہ خوبصورت نہانے کا تالاب بنا یا یہ جگہ بعض دیگر سرکاری سرگرمیوں کا سنٹر ہے اس جگہ کی خصوصیت یہ ہے کہ صدر مملکت مسٹر "مابوتو سے سیکو" نے اپنی سیاسی پارٹی (جو کہ ملک کی واحد سیاسی پارٹی ہے) M.P.R کے قیام کا اعلان اسی جگہ پر کیا تھا۔ حکومت کے اہم فنکشنز اور کانفرنسیں اسی جگہ منعقد ہوتی ہیں۔

متفرق اُمور کا ذکر

(۱):- مکرم مولانا صاحب کے مختصر دورے سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی غرض سے احمدی اور غیر از جماعت دوست احمدیہ مشن ہاؤس میں تشریف لاتے رہے۔ انہوں نے آنمکرم سے اسلام اور احمدیت اور نظام جماعت کے بارہ میں بہت سے سوالات پوچھے اور تسلی بخش جوابات پاکر اپنے علم میں اضافہ کیا۔

(۲):- سوڈان سفارتخانہ کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر ادریس الحارث نے مہمان موصوف کو اپنی رہائش گاہ پر مدعو کیا۔ اس موقع پر آپ نے تبلیغ کا خوب حق ادا کیا اور اجراء الہام کے بارہ میں بہت علمی گفتگو ہوئی۔ مکرم ادریس صاحب اس گفتگو سے بہت متاثر ہوئے۔

(۳):- چونکہ وقت کی قلت کے باعث اندرون ملک کے احمدیوں سے ملاقات ممکن نہ ہو سکی اس لئے مکرم مولانا صاحب نے خاکسار کی درخواست پر تمام جماعت کے نام ایک پیغام ریکارڈ کروایا۔ جس میں تمام دوستوں کو محبت بھرا السلام علیکم و رحمۃ اللہ پہنچایا۔ نیز نصیحت کی کہ خدا کے فضل سے زائرے میں جماعت کی ترقی کے بہت امکانات ہیں اس لئے سب مل کر خوب تبلیغ کریں مالی قربانی میں حصہ لیں اور اسلام کا نام بلند کریں۔

(۴):- ۲۴ر مارچ کی صبح ۷ بجے آنمکرم بذریعہ SABENA لیگوس کے لئے روانہ ہو گئے۔ ہماری دُعا ہے کہ خداوند کریم مولانا مبارک احمد ساقی صاحب کو صحت و سلامتی والی لمبی زندگی دے۔ بہترین رنگ میں بیش از بیش خدمت دین کی توفیق دے اور ہمیں ان کی نصائح اور ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

تربیتی کلاس

لائحہ عمل کے مطابق ہر مجلس کو دوران سال ایک مرتبہ پندرہ روزہ تربیتی کلاس موسمی تعطیلات میں منعقد کرنا ہے۔ لہذا اعلان ہذا کے ذریعہ تمام مجالس خدام الاحمدیہ بھارت کو موسمی تعطیلات میں اس کلاس کے منعقد کرنے کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔ پندرہ روزہ تربیتی کلاس کا نصاب لائحہ عمل مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں شائع شدہ موجود ہے جس مجلس کے پاس موجود نہ ہو منگوا لے۔ اللہ تعالیٰ تمام خدام کو اس تربیتی کلاس سے کماحقہٗ فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

پروگرام دورہ مکرم حمید الوکیل صاحب انسپکٹر تحریک جدید

برائے صوبہ یوپی و راجستھان

عالمگیر غلبہ اسلام کے لئے تحریک جدید عظیم الشان جہاد کبیر ہے۔ اور تحریک جدید کا چندہ صدقہ جاریہ ہے۔ اضافہ اور وصولی چندہ تحریک جدید کے لیے انسپکٹر صاحب تحریک جدید درج ذیل پروگرام کے مطابق جملہ جماعتوں کا دورہ کریں گے۔ لہذا جملہ عہدیداران جماعت و مبلغین و معلمین حضرات سے بھرپور تعاون کی درخواست ہے۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی	نام جماعت	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۲۵/۶/۸۷	موودھا	۱۵/۷/۸۷	۱	۱۶/۷/۸۷
مجھ پورہ	۲۶/۶/۸۷	۱	۲۷	سکرا	۱۶	۱	۱۷
بھیٹہ	۲۷	۱	۲۸	راٹھ	۱۷	۱	۱۸
میرٹھ	۲۸	۱	۲۹	جھانسی	۱۸	۱	۱۹
امروہہ مسرور نگر	۲۹	۲	۱/۷	مجھ پور براستہ آگرہ	۱۹	۱	۲۰
مہرپتی	۱/۷	۱	۲	[illegible] گنج	۲۰	۱	۲۱
شاہجہانپور	۲	۳	۵	اودے پور	۲۱	۱	۲۲
کرتھیا، لودھی پور	۵	۱	۶	نماندھن	۲۲	۱	۲۳
لکھنؤ	۶	۲	۸	[illegible] نگر	۲۳	۱	۲۴
گونڈہ	۸	۱	۹	سین پوری	۲۴	۱	۲۵
[illegible] آباد	۹	۱	۱۰	[illegible]	۲۵	۱	۲۶
	۱۰	۳	۱۳	[illegible] گڑھ	۲۶	۱	۲۷
فتح پور بھوجام و صفی سنگھ پور	۱۳	۲	۱۵	دہلی	۲۷	۲	۲۹
				قادیان	۲۹/۷/۸۷	-	-

پروگرام دورہ نمائندگان مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کے نمائندگان درج ذیل پروگراموں کے مطابق بھارت کے درج ذیل صوبہ جات کا دورہ کر رہے ہیں۔ نمائندگان اپنے دوروں کے درمیان فہرست تجنید۔ تشخیص بجٹ۔ چندہ ممبری و اجتماع اور مشکوٰۃ کے ساتھ ساتھ مجالس کے تبلیغی و تربیتی امور کا جائزہ بھی لیں گے۔ میں امید کرتا ہوں کہ جملہ مجالس نمائندگان کے ساتھ پورا پورا تعاون کریں گی۔

صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

پروگرام دورہ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

برائے صوبہ تامل ناڈو، کیرالہ و کرناٹک

نام مجالس	رسیدگی	قیام	روانگی	نام مجالس	رسیدگی	قیام	روانگی
قادیان	-	-	۷/۷/۸۷	کالکولم	۵/۸/۸۷	۱	۶/۸/۸۷
مدراس	۹/۷/۸۷	۵	۱۴	کیرونگاپلی	۶	۱	۷
میلاپالیم	۱۵	۱	۱۶	پیتھنیم	۷	۱	۸
شنکرن کوئل	۱۶	۱	۱۷	کرٹیا تھور	۸	۱	۹
کہ ٹار	۱۷	۱	۱۸	کانا کیٹ	۹	۳	۱۲
اوٹی کونور	۱۸	۱	۱۹	کوڈالی	۱۲	۱	۱۳
کوئیلون	۱۹	۱	۲۰	شافور	۱۳	۱	۱۴
کروناگاپلی	۲۰	۲	۲۲	کینٹ فور	۱۴	۲	۱۶
آلیپی	۲۲	۱	۲۳	کدکالی	۱۶	۱	۱۷
کوچین	۲۳	۱	۲۴	پینگاڈی	۱۷	۲	۱۹
ارناکلم	۲۴	۱	۲۵	موگرال پتھور			
[illegible] چیرکی	۲۵	۱	۲۶	منگلور	۱۹	۲	۲۱
آئیلہ پورم	۲۶	۱	۲۷	سرکرہ	۲۱	۱	۲۲
مرالی پورزہ	۲۷	۱	۲۸	حیدرآباد	۲۳	۵	۲۸
چاوکاڈ	۲۸	۱	۲۹	سکندرآباد	۲۸	۱	۲۹
پتی پورم	۲۹	۱	۳۰	برجرلہ محبوب نگر	۲۹	۱	۳۰
کاوا شیری	۳۰	۱	۳۱	ونوکان	۳۰	۱	۳۱
الانلور	۳۱	۱	۱/۸	چنتہ کنٹہ	۳۱	۳	۳/۹/۸۷
میریاکنی	۱/۸	۱	۲	چنتہ پورم، چیلا ناریڈی	۳	۱	۴
پانگوارٹ	۲	۱	۳	کلکتہ	۵	۵	۱۰
منارگاٹ	۳	۱	۴	قادیان	۱۲/۹/۸۷	-	-
دانیم بلم	۴	۱	۵				

مکرم منصور احمد خان صاحب برائے صوبہ اڑیسہ

نام مجالس	رسیدگی	قیام	روانگی	نام مجالس	رسیدگی	قیام	روانگی
[illegible] کیلیچہ	[illegible]	۲	[illegible]	سونگڑہ	[illegible]	۲	[illegible]
مرشی [illegible]	[illegible]	۳	[illegible]	کیندراپاڑہ	۱۶	۲	۱۸
سونگڑہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	پارادیپ	۱۸	۱	۱۹
ہلدیا پدا	۱۳	۳	۱۶	سرخو نگاؤں	۱۹	۱	۲۰
بھدرک	۱۶	۲	۱۸	کرہ پتی	۲۰	[illegible]	[illegible]
تاراکوٹ	۱۸	۱	۱۹	پینکال	۲۳	۲	۲۵
دبو بلیشور	۱۹	۳	۲۲	کوردی پلہ	۲۵	۱	۲۶
کیرنگ	۲۲	۳	۲۵	ارکہ پٹنہ	۲۶	۱	۲۷
مانگا گوڈا	۲۶	۲	۲۸	تانبرکوٹ	۲۷	۱	۲۸
سرگاڈن	۲۸	۳	۳۱	خمنچہ پاڑہ	۲۹	۱	۳۰/۸/۸۷
کٹک	۱۲/۸/۸۷	۲	[illegible]				

پروگرام دورہ مکرم قاری نواب احمد صاحب نمائندہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ

برائے صوبہ کیرالہ و کرناٹک

جملہ مجالس ہائے صوبہ کیرالہ و کرناٹک کے عہدیداران کی اطلاع کے لیے اعلان ہے کہ مکرم قاری نواب احمد صاحب بطور نمائندہ انصار اللہ مرکزیہ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق پڑتال حسابات، وصولی چندہ جات اور تشخیص بجٹ کے سلسلہ میں دورہ فرما رہے ہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ جملہ عہدیداران مجالس اور مبلغین و معلمین کرام موصوف کے ساتھ کما حقہٗ تعاون فرمائیں گے۔

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان

نام مجالس	رسیدگی	قیام	روانگی	نام مجالس	رسیدگی	قیام	روانگی
کرنا کیٹ	۴/۸/۸۷	۳	۷/۸/۸۷	ارناکلم، مناکچری، کاکی ناڈ	۱۹/۸/۸۷	۲	۲۱/۸/۸۷
کونڈیا تھور	۷	۱	۸	چیلہ کرہ	۲۱	۱	۲۲
پتھہ پیریڈیم	۸	۱	۹	کینانور	۲۲	۱	۲۳
کورونا گاپلی، کاکولم	۹	۱	۱۰	کوڈالی، مٹافور	۲۳	۱	۲۴
دانیم بلم	۱۰	۱	۱۱				
منارگاٹ	۱۱	۱	۱۲	پینگاڈی	۲۴	۲	۲۶
پانگوارٹ	۱۲	۱	۱۳	موگرال	۲۶	۱	۲۷
الانلور	۱۳	۱	۱۴	سرکرہ	۲۸	۱	۲۹
میریاکنی	۱۴	۱	۱۵	منتھوگہ	۲۹	۲	۳۱
آتھرا پورم	۱۵	۱	۱۶	سورب [illegible] نگر	۳۱	۲	۲/۹
آلیپی	۱۶	۱	۱۷	بنگلور	۲/۹	۲	۴
کرونا گاپلی	۱۷	۲	۱۹	قادیان	۶/۹/۸۷	-	-

مجلسِ علم و عرفان ——— بقیہ صفحہ اوّل

پہنچا رہا ہو یا تمہارے مذہب کے خلاف باتیں کر رہا ہو۔ اس کو بھی سلام کہو۔ اس کا مطلب ہے اس پر سلامتی بھیجی گئی ہے۔ یہ حضرت امام مالک رحؒ کا ذاتی فتویٰ ہوگا کیونکہ یہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں۔ اور حدیث میں تو صاف آتا ہے کہ:

اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنْ عَرَفْتَ
وَمَنْ لَّمْ تَعْرِفْ۔

کہ کسی کو پہچانو یا نہ پہچانو اُسے سلام کہو۔ اگر یہ اتنا بڑا گناہ ہوتا کہ کفّارہ ادا کرنا پڑتا تو یہ حکم ملتا کہ جسے پہچانو اس کو سلام کرو اور جس کے متعلق علم نہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا نہیں اُسے سلام نہ کرو۔

س: کیا کسی مجدد کے لئے دعویٰ مجددیت ضروری ہے اور کیا کوئی ایسا مُجدد ہے جس نے ایسا دعویٰ کیا ہو؟

ج: فرمایا میرے علم میں قطعی طور پر صرف ایک شخص تیمور ہے جس نے اپنے مجدد ہونے کا اعلان کیا ہے۔ لیکن مجھے قطعی یاد نہیں کہ وہ کون ہیں۔ تیمور کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مُجدد تھا۔ اور اس نے اس کا اعلان بھی کیا ہے۔ اس کے مُجدد کہلانے کی وجہ یہ تھی کہ منگول قوم نے جب اسلام قبول کیا تو بہت کثرت سے مشرکانہ رُسوم بھی اسلام میں داخل ہوگئیں۔ تیمور نے توحید کا جھنڈا اُٹھایا۔ اور نہایت حکمتِ عملی اور زور کے ساتھ توحیدِ خالص کو قائم کیا۔ اُس نے خود لکھا ہے کہ مَیں اپنے زمانے کا مُجدّد ہوں۔ کیونکہ میرے ذریعے اللہ تعالیٰ نے بہت عظیم الشان خدمتِ اسلام کروائی ہے۔ لیکن اکثر مُجدّدین نے بالکل اعلان نہیں کیا۔ یہ تو وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ خاص خدمت کی توفیق دیتا ہے۔ اور وہ جاری ہو جاتی ہے۔ اور اُن کے جانے کے بعد لوگ جب اُن کے گزرے ہوئے زمانہ کو دیکھتے ہیں تو وہ دور اُنہیں ایک خاص روشنی کا دور نظر آتا ہے۔ اس لئے وہ اندازہ لگاتے ہیں کہ وہ یقیناً مُجدّد ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سوا کوئی عالمی مُجدّد نہیں آیا۔ آپؑ چونکہ صرف چودھویں صدی کے مُجدّد ہی نہیں تھے بلکہ آنحضرت صلعم کی نیابت میں امام مہدی بھی تھے۔ اس لئے آپؑ کا دعویٰ عالمی تھا۔ بہت سے علماء کا یہ خیال تھا کہ مُجدّد بیک وقت کئی ہو سکتے ہیں۔ میرا ذاتی خیال بھی یہی ہے کہ ایک صدی میں آپ کو کئی مجدد نظر آئیں گے۔ جو اپنے اپنے علاقہ میں تجدیدِ دین کرتے ہیں۔ اور اس کا ثبوت یہ بھی ہے کہ مسلمان فرقوں کا مُجددِ دین کے ناموں پر اتفاق نہیں۔ شیعہ جن کو آئمہ مانتے ہیں ضروری نہیں کہ وہ اہلِ سُنت کے نزدیک بھی آئمہ کرام ہوں۔ اور سُنّی جن کو مجدد سمجھتے ہیں شیعہ حضرات کو اس سے اتفاق نہیں۔ اِس لئے یہ ہرگز بعید نہیں کہ ایک وقت میں ایک سے زیادہ مُجدّدین ہوں۔ یہ لوگ منکسر المزاج ہوتے ہیں اور چونکہ مامور نہیں کئے جاتے اس لئے اپنی مُجدّدیت کا اعلان نہیں کرتے۔ جبکہ مامور اعلان کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ اور یہی مُجدّد اور مامور میں فرق ہے۔ مامور کو حکم دیا جاتا ہے کہ اپنا اعلان کرو اور مجدد کو چونکہ ظاہر کرنے کا حکم نہیں ہوتا اس لئے خاموش رہتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اُنہیں تجدیدِ دین کے کام کے نتیجے میں اپنے مجدد ہونے کا علم ہو جاتا ہو۔ لیکن چونکہ وُہ خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں اِس لئے لوگوں کی توجہ اپنی طرف مبذول نہیں کرتے اور خاموشی سے خدمت کرتے رہتے ہیں۔

(مسجدِ فضل لنڈن مورخہ ۸ر اگست ۱۹۸۶ء)

درخواستِ دُعا

مکرم ڈاکٹر ملک بشیر احمد صاحب ناصر درویش کی اہلیہ محترمہ کو مورخہ ۱۱/۶/۸۷ کو دو مرتبہ دل کا حملہ ہُوا۔ اسی دن امرتسر لے جایا گیا۔ جہاں موصوفہ گُرو ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ اب قدرے افاقہ ہے ——— اسی طرح مکرم مولوی محمد صادق صاحب عارف درویش کو دل کے حملہ کے سبب امرتسر ہسپتال میں داخل کروا کے علاج کروایا گیا۔ اب ڈسچارج ہو کر گھر آ گئے ہیں۔

احبابِ کرام سے ہر دو کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(اِدارہ)

افضل الذّکر لا اِلٰہ اِلّا اللہ
(حدیثِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)

منجانب:- ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ۔ ۷۰۰۰۷۳

MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PHONE. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA - 700073.

اَلخیرُ کُلُّہٗ فِی القُرآن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآنِ مجید میں ہے
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

THE JANTA
PHONE :- 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15 - PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

آ رہی ہے اب تو خوشبو میرے یوسف کی مجھے ٭ گو کہو دیوانہ میں کرتا ہوں اس کا انتظار
رائچوری الیکٹریکلس، الیکٹرک کنٹریکٹر،
RAICHURI ELECTRICALS
(ELECTRIC CONTRACTOR)
TARUN BHARAT CO-OP. HOUSE SOCT.
PLOT NO. 6, GROUND FLOOR, OLD CHAKALA.
OPP. CIGARETTE FACTORY, ANDHERI (EAST)
BOMBAY - 400099
PHONES :- OFFICE :- 6348179
RESI :- 629389

ھُوالنّاصِر
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
کراچی میں معیاری سونا کے معیاری زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں!
الرّؤف جیولرز
۱۶ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری۔ شمالی ناظم آباد۔ کراچی
(فون نمبر:- ۹۱۷۰۶۹)

ارشادِ باری تعالیٰ:-
وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا
اور تیرے رب نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم صرف اُسی کی عبادت کرو اور والدین سے حسنِ سلوک کرو۔
(طالبِ دُعا)

AUTOWINGS,
13 - SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004
PHONES 76360
74350
آٹوونگس

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِىْٓ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے! }

(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکردہ } کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس۔ سٹاکسٹ جیون ڈریسیز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

"میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!"

(ارشاد حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

محتاجِ دعا:۔ اقبال احمد جاوید مع برادران۔ جے۔ این روڈ لائنز اینڈ جے۔ این انٹر پرائسز

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J. C. ROAD, BANGALORE - 560002
PHONE NO. 228665.

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" } ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

احمد الیکٹرانکس

کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

گڈلک الیکٹرانکس

انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشینوں کے سپلائر اور سروس

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے اُن کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOUSA RAZA SAHEB & SONS
6 - ALBERT VICTOR ROAD, FORT.
GRAM :- MOOSARAZA } BANGALORE - 560002.
PHONE :- 605558 }

"پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے!"

(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD - 500002
PHONE NO. 522860

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

فون نمبر:- 42916 ——— ٹیلیگرام "ALLIED"

الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:- کرشٹ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس اور ہارن ہونس وغیرہ

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۴۰ عقب کاچیگوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

"نماز ساری ترقیوں کی جڑ اور زینہ ہے۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعودؑ)

NIR®

CALCUTTA - 15.

پیش کرتے ہیں:۔

آرام دہ مضبوط اور دیدہ زیب ربڑ شیٹ ہوائی چپل نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!